قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ
الفضل
لندن

Online Edition

مدیر: ابوسعید

جمعۃالمبارک 17/فروری 2023ء | 25/رجب 1444 ہجری قمری | 17/تبلیغ 1402 ہجری شمسی | جلد:5 | شمارہ:41

ارشادباری تعالیٰ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۵۴﴾

(البقرہ:154)

ترجمہ: اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو، اللہ سے صبر اور صلوٰۃ کے ساتھ مدد مانگو یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

فرمان خلیفۂ وقت

صبر اور دعا ساتھ ساتھ

صبر ایک ایسا خلق ہے، اگر کسی میں پیدا ہو جائے یعنی اس طرح پیدا ہو جائے جو اس کا حق ہے تو انسان کی ذاتی زندگی بھی اور جماعتی زندگی میں بھی ایک انقلاب آ جاتا ہے اور انسان اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارش اپنے اوپر نازل ہوتے دیکھتا ہے، اب دیکھنا یہ ہے کہ صبر کرنے کا حق کس طرح ادا ہو؟ اس کو آزمانے کے لئے ہر روز انسان کو کوئی نہ کوئی موقع ملتا رہتا ہے، کوئی نہ کوئی موقع پیدا ہوتا رہتا ہے کوئی نہ کوئی دکھ، مصیبت، تکلیف، رنج یا غم کسی نہ کسی طرح انسان کو پہنچتا رہتا ہے، چاہے وہ معمولی یا چھوٹا سا ہی ہو۔ تو اس آیت میں فرمایا کہ جب کوئی ایسا موقع پیدا ہو تو اللہ تعالیٰ کی ذات ہی ہے جو تمہیں اس دکھ، تکلیف، پریشانی یا اس مشکل سے نکال سکتی ہے اس لئے اس کے سامنے جھکو، اس سے دعا مانگو کہ وہ تمہاری تکلیف اور پریشانی دور فرمائے لیکن دعا بھی تب ہی قبولیت کا درجہ پاتی ہے جب کسی قسم کا بھی شکوہ یا شکایت زبان پر نہ ہو اور لوگوں کے سامنے اس کا اظہار کبھی نہ ہو بلکہ ہمیشہ صبر کا مظاہرہ ہو اور ہمیشہ صبر دکھاتے رہو اور اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو اور اس سے عرض کرو کہ اے اللہ! میں تیرے سامنے سر رکھتا ہوں، تیرے سامنے جھکتا ہوں، تجھ سے ہی اپنی اس پریشانی اور تکلیف اور مشکل کو دور کرنے کی التجا کرتا ہوں۔ میں نے کسی اور کے آگے ہاتھ نہیں پھیلانا۔ یہ تکلیف یا پریشانی جو مجھے آئی ہے میری کسی غلطی کی وجہ سے آئی ہے یا میرے امتحان کے لئے آئی ہے میں اس کی وجہ سے تیرا نافرمان نہیں ہوتا، نہ ہونا چاہتا ہوں، اس کو دور کرنے کے لئے میں کبھی بھی غیر اللہ کے سامنے نہیں جھکتا۔ بلکہ صبر سے اس کو برداشت تو کر رہا ہوں لیکن تجھ سے اے میرے پیارے خدا! میں التجا کرتا ہوں کہ مجھے اس سے نجات دے اور ساتھ ہی یہ بھی التجا کرتا ہوں کہ اس امتحان میں، اس ابتلاء میں مجھے اپنے حضور میں ہی جھکائے رکھنا کبھی کسی غیر اللہ کے در پر جانے کی غلطی مجھ سے نہ ہو اور یہ صبر اور یہ تیرے در پہ جھکنا اے اللہ! تیرے فضل سے ہی ہو سکتا ہے اور اے اللہ! کبھی اپنے نافرمانوں میں سے مجھے نہ بنانا۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب یہ رویّہ تمہارا ہو گا اور اس فکر اور کوشش سے تم میرے در پر آؤ گے تو میں تمہیں خوشخبری دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ پھر ایسے صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوتا ہے اور ایسے ایسے راستوں سے اس کی مدد کرتا ہے جہاں تک انسان کی سوچ بھی نہیں جا سکتی۔

(خطبہ جمعہ 13/فروری 2004ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

فرمانِ رسولؐ

حضرت صہیبؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کا معاملہ بھی عجیب ہے اس کا تمام معاملہ خیر پر مشتمل ہے اور یہ مقام صرف مومن کو حاصل ہے اگر اسے کوئی خوشی پہنچتی ہے تو یہ اس پر شکر بجا لاتا ہے، الحمد للّٰہ پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہوتا ہے تو یہ امر اس کے لئے خیر کا موجب ہوتا ہے اور اگر اس کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو یہ صبر کرتا ہے تو یہ امر بھی اس کے لئے خیر کا موجب بن جاتا ہے۔

(مسلم کتاب الزھد باب المؤمن امرہ کلہ خیر)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

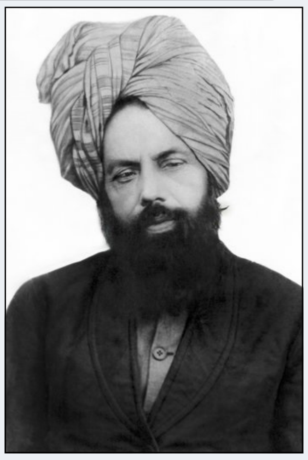

صبر ہی تو ہے جو دلوں کو فتح کر لیتا ہے

ہماری جماعت کے لیے بھی اسی قسم کی مشکلات ہیں جیسے آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے وقت مسلمانوں کو پیش آئے تھے۔ چنانچہ نئی اور سب سے پہلی مصیبت تو یہی ہے کہ جب کوئی شخص اس جماعت میں داخل ہوتا ہے تو معاً دوست، رشتہ دار، اور برادری الگ ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ بعض اوقات ماں باپ اور بہن بھائی دشمن ہو جاتے ہیں۔ السلام علیکم تک کے روادار نہیں رہتے اور جنازہ پڑھنا نہیں چاہتے۔ اس قسم کی بہت سی مشکلات پیش آتی ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ بعض کمزور طبیعت کے آدمی بھی ہوتے ہیں اور ایسی مشکلات پر وہ گھبرا جاتے ہیں لیکن یاد رکھو کہ اس قسم کی مشکلات کا آنا ضروری ہے۔ تم انبیاء و رسل سے زیادہ نہیں ہو، ان پر اس قسم کی مشکلات اور مصائب آئیں اور یہ اسی لئے آتی ہیں کہ خدا تعالیٰ پر ایمان قوی ہو اور پاک تبدیلی کا موقع ملے۔ دعاؤں میں لگے رہو، پس یہ ضروری ہے کہ تم انبیاء و رُسل کی پیروی کرو اور صبر کے طریق کو اختیار کرو، تمہارا کچھ بھی نقصان نہیں ہوتا۔ وہ دوست جو تمہیں قبول حق کی وجہ سے چھوڑتا ہے وہ سچا دوست نہیں ہے۔ ورنہ چاہیے تھا کہ تمہارے ساتھ ہوتا۔ تمہیں چاہئے کہ وہ لوگ جو محض اس وجہ سے تمہیں چھوڑتے اور تم سے الگ ہوتے ہیں کہ تم نے خدا تعالیٰ کے قائم کردہ سلسلے میں شمولیت اختیار کر لی ہے۔ ان سے دنگا یا فساد مت کرو بلکہ ان کے لئے غائبانہ دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ان کو بھی وہ بصیرت اور معرفت عطا کرے جو اس نے اپنے فضل سے تمہیں دی ہے۔ تم اپنے پاک نمونہ اور عمدہ چال چلن سے ثابت کر کے دکھاؤ تم نے اچھی راہ اختیار کی ہے۔ دیکھو! میں اس امر کے لئے مامور ہوں کہ تمہیں بار بار ہدایت کروں کہ ہر قسم کے فساد اور ہنگامہ کی جگہوں سے بچتے رہو اور گالیاں سن کر بھی صبر کرو، بدی کا جواب نیکی سے دو اور کوئی فساد کرنے پر آمادہ ہو تو بہتر ہے کہ تم ایسی جگہ سے کھسک جاؤ اور نرمی سے جواب دو۔ بارہا ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص بڑے جوش سے مخالفت کرتا ہے اور مخالفت میں وہ طریق اختیار کرتا ہے جو مفسدانہ طریق ہو جس سے سننے والوں میں اشتعال کی تحریک ہو لیکن جب سامنے سے نرم جواب ملتا ہے اور گالیوں کا مقابلہ نہیں کیا جاتا۔ تو خود اسے شرم آ جاتی ہے اور وہ اپنی حرکت پر نادم اور پشیمان ہونے لگتا ہے۔ میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ صبر کو ہاتھ سے نہ دو۔ صبر کا ہتھیار ایسا ہے کہ توپوں سے وہ کام نہیں نکلتا جو صبر سے نکلتا ہے صبر ہی ہے جو دلوں کو فتح کر لیتا ہے۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 157-158)

اس شمارہ میں

- لگے گی آگ تو آئیں گے گھر کئی زد میں (منظوم)
- بنیادی مسائل کے جوابات
- معراج مصطفیٰ کا شہرہ آفاق سفر
- احمدیت کا فضائی دور
- اللہ کی ڈور سے بندھے ڈوری کے لوگ

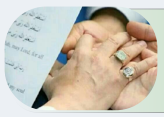

دربارِ خلافت

ملفوظات میں سے یا جماعتی کتب میں سے یا حضرت مسیح موعودؑ کی دوسری کتب میں سے یا الفضل میں سے یا الحکم سے یا کسی اور رسالے سے کوئی بھی اقتباس پڑھ کر خطبہ دیا جا سکتا ہے

عالمگیر کرونا وبا کے موقعہ پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے انے خصوصی پیغام 27؍ مارچ 2020ء کے موقعہ پر فرمایا کہ:

افرادِ جماعت کو بھی میں یہ کہوں گا کہ جیسا کہ مسجد میں آنے پر حکومت نے اس بیماری کی وجہ سے جہاں پابندی لگائی ہے یا پابندی تو نہیں لگائی مثلاً یہاں یوکے میں یہ ہے کہ انفرادی طور پر مسجد میں آ کر نماز پڑھ سکتے ہیں یا چند فیملی ممبران بھی آ کر نماز پڑھ سکتے ہیں لیکن وہاں یہی ہے کہ فاصلہ اتنا ہو کہ جو حکومت نے بتایا ہے کہ آپس میں قریبی رابطہ نہ ہو لیکن اس کے باوجود باجماعت نماز اس طرح نہیں پڑھی جا سکتی کہ سارے اکٹھے ہو کے آئیں۔ تو ایسی صورت میں گھروں میں احباب جماعت کو چاہیے کہ باجماعت نماز کا اہتمام کریں اور جمعہ بھی گھر کے افراد مل کر پڑھیں اور ملفوظات میں سے یا جماعتی کتب میں سے یا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دوسری کتب میں سے یا الفضل میں سے یا الحکم سے یا کسی اور رسالے سے کوئی بھی اقتباس پڑھ کر خطبہ دیا جا سکتا ہے اور گھر کے افراد میں سے کوئی بالغ لڑکا یا مرد جمعہ بھی پڑھا سکتا ہے اور نمازیں بھی پڑھا سکتا ہے۔ جمعوں کو بہرحال لمبا عرصہ ترک نہیں کیا جا سکتا۔

جب گھروں میں لوگ جمعہ پڑھائیں گے اور اس کی تیاری کریں گے تو خطبے کے لیے مطالعہ کریں گے۔ اس سے علم بھی بڑھے گا اور یوں حکومتی پابندی کی وجہ سے گھر بیٹھنا بھی دینی اور روحانی فائدے کا موجب ہو جائے گا، علمی فائدے کا موجب ہو جائے گا۔ بلکہ الحکم نے آج کل جو لوگوں کی رائے کا سلسلہ شروع کیا ہے کہ ہم اس پابندی کی وجہ سے گھر بیٹھ کر کس طرح وقت گزارتے ہیں اس میں اکثر لوگ یہ لکھ رہے ہیں کہ قرآن اور حدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب اور جماعتی لٹریچر پڑھ کر ہم اپنے علم میں اضافہ کر رہے ہیں اور بہت سے تبصرے تو آج کل مختلف دنیاوی سائنس پر دنیادار بھی کر رہے ہیں کہ اس وجہ سے ہمیں بھی اپنی گھریلو زندگی کو، اپنی حالتوں کو بہتر کرنے کی توفیق مل رہی ہے اور ہماری گھریلو زندگی واپس آ گئی ہے۔ پس ہمیں بھی اپنی گھریلو زندگی کو، اپنی حالتوں کو سنوارتے ہوئے اور بچوں کی تربیت کرتے ہوئے گزارنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ ایم۔ٹی۔اے پر بڑے اچھے پروگرام آتے ہیں۔ کچھ وقت ان پروگراموں کو بھی اکٹھے بیٹھ کر دیکھنے کی کوشش کریں۔

(الفضل انٹرنیشنل 17؍ اپریل 2020ء)

ذیلی تنظیمیں اور اصطلاحات کی اصلاح

آج کل ذیلی تنظیموں کے سالانہ اجتماعات ہو رہے ہیں۔ لہٰذا بعض اصطلاحات کی درستی ضروری معلوم ہوتی ہے۔

- لجنہ اماءِ اللہ بعض دوست اِسے لجنہ اماءُ اللہ پڑھتے ہیں (ءُ کے ساتھ) جو غلط ہے۔
- ناصرات الاحمدیہ بعض دوست اِسے ناصراتُ الاحمدیہ پڑھتے ہیں (تُ کے ساتھ) جو غلط ہے۔
- انصارُاللہ بعض دوست اِسے انصارَ اللہ پڑھتے ہیں (رَ کے ساتھ) جو غلط ہے۔
- اَنصارُاللہ بعض دوست اِسے اِنصار اللہ پڑھتے ہیں (اِ کے ساتھ) جو غلط ہے۔
- خُدام الاحمدیہ بعض دوست اِسے خَدام الاحمدیہ پڑھتے ہیں (خَ کے ساتھ) جو غلط ہے۔
- خُدامُ الاحمدیہ بعض دوست اِسے خدامَ الاحمدیہ پڑھتے ہیں (مَ کے ساتھ) جو غلط ہے۔
- اَطفالُ الاحمدیہ بعض دوست اِسے اِطفال الاحمدیہ پڑھتے ہیں (اِ کے ساتھ) جو غلط ہے۔
- اَطفالُ الاحمدیہ بعض دوست اِسے اطفالَ الاحمدیہ پڑھتے ہیں (لَ کے ساتھ) جو غلط ہے۔
- طِفل بعض دوست اِسے طَفل پڑھتے ہیں (طَ کے ساتھ) جو غلط ہے۔
- خادِم بعض دوست اِسے خادَم پڑھتے ہیں (دَ کے ساتھ) جو غلط ہے۔
- ناصِر بعض دوست اِسے ناصَر پڑھتے ہیں (صَ کے ساتھ) جو غلط ہے۔

لگے گی آگ تو آئیں گے گھر کئی زد میں

(راحت اندوری کی نذر)

ذرا بھی فرق نہیں تیرے اور مرے قد میں
توقع ہے یہ کہ اپنی رہے گا تو حد میں

تمہاری گفتگو جاری ہے کتنی نسلوں سے
دلیل لا کے دکھا کوئی تو مرے رد میں

یہ صرف حشر میں ہی فیصلہ نہیں ہو گا
تمیز وقت بھی کرتا ہے نیک اور بد میں

جو خود کو قابو میں رکھا کریں تو بہتر ہے
ذرا سا فرق ہے ہیرے میں اور پتھر میں

رہِ حیات میں چھاؤں کی بستیاں ہیں بہت
کہ صرف دھوپ نہیں ہے سفر کی سرحد میں

ضرور نیچے پہنچتی ہے ایک دن سب کو
عجیب بات ہے دیکھی بلند مسند میں

گزرنے والے تری سمت مڑ کے دیکھتے ہیں
ضرور بات ہے کچھ تیرے خال اور خد میں

یقین مانیے قدسیؔ ہوا کسی کی نہیں
”لگے گی آگ تو آئیں گے گھر کئی زد میں
یہاں پہ صرف ہمارا مکان تھوڑی ہے“

عبدالکریم قدسی۔ امریکہ

مرتبہ: ظہیر احمد خان۔ انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن

بنیادی مسائل کے جوابات

قسط 47

سوال: جاپان سے ایک مربی صاحب نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں تحریر کیا کہ جاپان میں زمین کم ہونے اور لوگوں کے مذہب سے دور ہو جانے نیز ماضی میں کسی وقت لاشوں کو زمین میں دفن کرنے پر وباء پھیلنے کی وجہ سے یہاں کے لوگوں میں لاش کو زمین میں دفنانے کی بجائے جلانے کے طریق کو پسند کیا جاتا ہے۔ اس بارہ میں لوگوں کو کس طرح سمجھایا جا سکتا ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مؤرخہ 29/ اکتوبر 2021ء میں اس سوال کے بارہ میں درج ذیل ہدایات فرمائیں۔ حضور انور نے فرمایا:

جواب: اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مردہ کا احترام انسانی فطرت میں رکھا ہے۔ لہٰذا جو لوگ اپنے مردوں کو دفن کرتے ہیں وہ بھی ایسا اس لئے کرتے ہیں کہ وہ نہیں چاہتے کہ ان کے مردہ کی بے حرمتی ہو اور جو لوگ اسے جلاتے یا جانوروں کو کھلا دیتے ہیں وہ بھی ایسا اسی لئے کرتے ہیں کہ ان کے مردے گلتے سڑتے نہ رہیں اور ان کے نزدیک مردہ کو جلانا یا جانوروں کو کھلا دینا اصل میں مردہ کے احترام کا تقاضا ہی ہے۔ پس مردہ کا احترام صرف مذہب کے ماننے والے ہی نہیں کرتے بلکہ غیر مذہب کے لوگ بھی اپنے فطرتی تقاضا کے تحت ایسا کرنے پر مجبور ہیں۔

اسلام جو فطرت کے عین مطابق مذہب ہے، اس نے ہمیں یہی سکھایا کہ مردہ کو زمین میں دفن کیا جائے چنانچہ قرآن کریم میں آدم کے دو بیٹوں کے واقعہ میں اللہ تعالیٰ نے کوّے کو بھیج کر آدم کے بیٹے کو سکھایا کہ وہ اپنے مردہ بھائی کی لاش کو کس طرح زمین میں دفن کرے۔

اسلامی تعلیم کے مطابق مردہ کو زمین میں دفن کر کے جو اس کی قبر بنائی جاتی ہے، اس میں کسی قسم کا شرک پیش نظر نہیں ہوتا یا اہل قبر کی عبادت یا پوجا کرنا مقصود نہیں ہوتی ہے۔ بلکہ یہ صرف اس لئے کیا جاتا ہے کہ انسان کی میت کو بھی مناسب طور پر عزت اور احترام دیا جا سکے اور تا اس کے لواحقین حسب توفیق اس قبر پر آ کر اس کے حق میں اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کر سکیں۔

باقی جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ لاشوں کو دفنانے سے کسی وباء کے پھیلنے کا اندیشہ ہوتا ہے تو یہ بھی ایک غلط مفروضہ ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے زمین کی مٹی میں ایسی خاصیت رکھی ہے کہ انسانی جسم آہستہ آہستہ ختم ہو کر اسی مٹی کا حصہ بن جاتا ہے۔

چنانچہ جب اگلی نسل آتی ہے اور وقت کے ساتھ اس نئی نسل میں سے بہت سارے لوگ اپنے آباء و اجداد کو بھول جاتے ہیں اور آہستہ آہستہ بہت سی قبروں کے نام و نشان زمین سے مٹ جاتے ہیں تو ان کی جگہ نئی قبریں تیار ہو جاتی ہیں۔ دنیا کے بہت سے قبرستان ایسے ہیں جن میں سینکڑوں سالوں سے مردے دفن کئے جا رہے ہیں اور بہت سی پرانی قبروں کی جگہ نئی قبریں بن چکی ہیں۔ مدینہ کے مشہور قبرستان جنت البقیع میں بھی یہی طریق رائج ہے۔ پس مردوں کو زمین میں دفنانے کے طریق کے خلاف زمین کے کم ہونے کی دلیل کوئی مضبوط دلیل نہیں ہے۔

مردوں کو دفن کرنے، جلانے یا جانوروں کو کھلا دینے کے بارہ میں مختلف مذاہب اور معاشروں میں رائج طریق کار کے مختلف پہلوؤں کو حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اپنی تصانیف تفسیر کبیر اور سیر روحانی میں بڑی تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔

(تفسیر کبیر جلد ہشتم صفحہ 179-180 سیر روحانی نمبر 3 انوار العلوم جلد 16 صفحہ 317-322)

سوال: دارالافتاء ربوہ کی طرف سے جاری ہونے والے فتاویٰ ملاحظہ فرمانے کے بعد ان میں سے بعض فتاویٰ دربارہ بیوہ کی عدت کے دوران اس کے بیٹے کی شادی، بیوہ/ مطلقہ کے نکاح کیلئے ولی کی اجازت اور فتاویٰ میں دیئے جانے والے حوالہ جات کے طریق کی بابت حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مؤرخہ 29/ اکتوبر 2021ء میں درج ذیل ہدایات فرمائیں۔ حضور انور نے فرمایا:

جواب: نظامت دارالافتاء کی طرف سے جاری کردہ فتاویٰ میں آپ نے ایک شخص کو اس کی والدہ کی عدت وفات کے دوران اس شخص کی شادی کے بارہ میں یہ فتویٰ دیا ہے۔ ”سوگ اور بیٹے کی شادی کی خوشی کی تقریب میں شرکت دو متضاد چیزیں ہیں۔ آپ کی شادی کی تقریب کی صورت میں آپ کی والدہ اپنی عدت وفات سوگ کی حالت میں نہیں گزار سکتیں۔ لہٰذا آپ کو اپنی شادی کا پروگرام والدہ کی عدت کے اختتام پر رکھنا چاہئے۔“

(فتویٰ زیر نمبر 13/11.09.2021)

میرے نزدیک آپ کا یہ فتویٰ درست نہیں۔ احادیث میں تو صرف بیوہ کیلئے چار ماہ دس دن عدت گزارنے کا حکم ہے۔ لیکن آپ اپنے اس فتویٰ کے ذریعہ تو باقی لوگوں کو بھی پابند کر رہے ہیں کہ وہ بھی بیوہ کے ساتھ سوگ میں شامل ہوں اور اپنے ضروری کاموں کو عدت کے اختتام تک مؤخر کر دیں۔

میری بیٹی کی شادی بھی اُس وقت ہوئی تھی جب میری والدہ عدت میں تھیں۔ حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی وفات کے بعد اُمی نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں راہنمائی کیلئے لکھا تو حضورؒ نے شادی مقررہ تاریخ پر ہی کرنے کی ہدایت فرمائی اور فرمایا کہ عدت میں گھر سے باہر جانا منع ہے، گھر میں رہ کر سادگی کے ساتھ شادی کی تقریب میں شامل ہونا منع نہیں۔ اسی لئے ہم نے خواتین کا انتظام گھر کے برآمدہ اور صحن میں کیا تھا اور اُمی حضورؒ کی ہدایت کے مطابق سادگی کے ساتھ گھر میں اس تقریب میں شامل بھی ہوئی تھیں۔

پس اگر وہ لوگ اس شادی کے پروگرام کو اپنے طور پر ملتوی کر دیں تو یہ ان کا ذاتی معاملہ ہے۔ لیکن آپ کا انہیں شادی سے منع کرنے کا فتویٰ دینا درست نہیں۔

2۔ اسی طرح بیوہ/ مطلقہ کے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرنے کے بارہ میں ایک استفتاء پر آپ نے میرے خطبہ جمعہ مؤرخہ 24/ دسمبر 2004ء کے حوالہ سے جو فتویٰ دیا ہے اس سے اگر آپ یہ استنباط کرنا چاہتے ہیں کہ بیوہ اور مطلقہ کو اپنے نکاح کیلئے ولی کی اجازت کی بالکل ضرورت نہیں تو یہ درست استنباط نہیں ہے۔ کیونکہ کنواری یا بیوہ/ مطلقہ

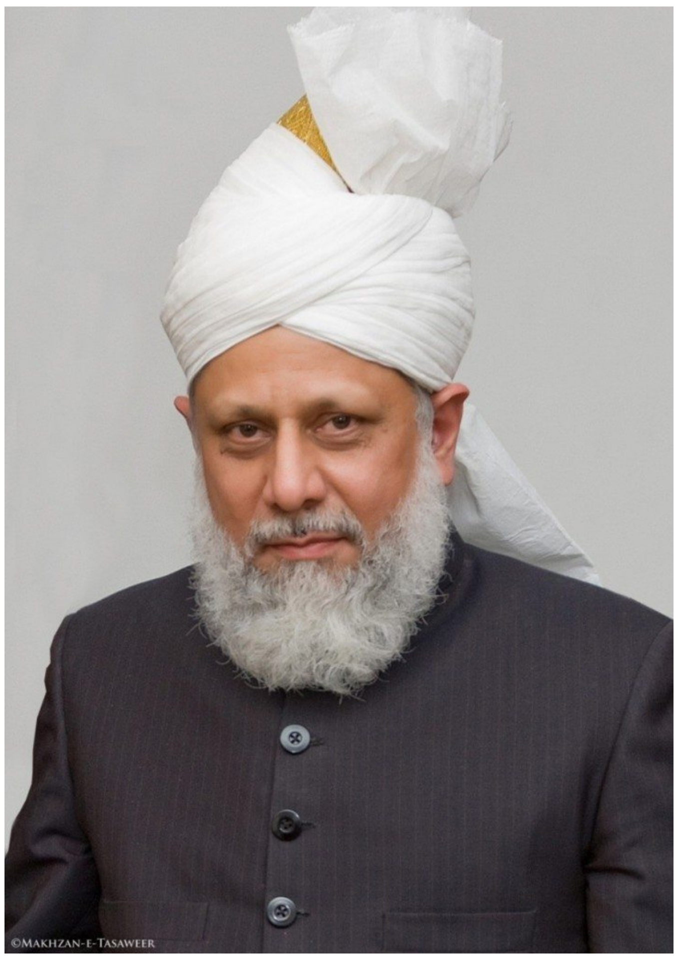

دونوں کو اپنے نکاح کیلئے ولی کی اجازت کی بھی ضرورت ہوتی ہے اور دونوں کے نکاح کے موقعہ پر ان کا ولی ہی ایجاب و قبول کرتا ہے۔

آنحضور ﷺ کے ارشادات اور خلفائے راشدین کے تعامل سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر عورت خواہ وہ کنواری ہو یا بیوہ/ مطلقہ اس کے نکاح کیلئے ولی کی رضامندی بھی ضروری ہے۔ اسی موقف کی تائید حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کے ارشادات سے ہوتی ہے۔ چنانچہ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں۔ ”اسلام نے یہ پسند نہیں کیا کہ کوئی عورت بغیر ولی کے جو اُس کا باپ یا بھائی یا اور کوئی عزیز ہو خود بخود اپنا نکاح کسی سے کر لے۔“

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 289)

مرقاۃ الیقین فی حیات نور الدین میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے اس مسئلہ کے بارہ میں اپنا ایک ذاتی واقعہ بیان فرمایا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک دفعہ آپ نے بعض علماء (میاں نذیر حسین دہلوی اور شیخ محمد حسین بٹالوی) کے فتویٰ کو قبول کر کے لَا نِکَاحَ اِلَّا بِوَلِیٍّ کی حدیث میں کلام خیال کرتے ہوئے ایک بیوہ سے اس کے ولی کی رضامندی کے بغیر شادی کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو دو مرتبہ خواب میں آنحضور ﷺ کی کچھ متغیر حالت دکھا کر آپ کو اس خواب کی یہ تفہیم سمجھائی کہ ان مفتیوں کے فتووں کی طرف توجہ نہ کرو۔ حضورؓ فرماتے ہیں۔ ”تب میں نے اسی وقت دل میں کہا کہ اگر سارا جہان بھی اس کو ضعیف کہے گا تب بھی میں اس حدیث کو صحیح سمجھوں گا۔“

(مرقات الیقین فی حیات نور الدین صفحہ 158-160)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ”رسول کریم ﷺ کی خدمت میں ایک عورت نکاح کرانے کیلئے آئی تو آپ نے اس کے لڑکے کو جس کی عمر غالباً دس یا گیارہ سال تھی ولی بنایا۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ولی مرد ہی ہوتے ہیں۔ اس عورت کا چونکہ اور کوئی مرد ولی نہیں تھا۔ اس لئے رسول کریم ﷺ نے اس لڑکے سے دریافت کرنا ضروری سمجھا۔“

(روزنامہ الفضل قادیان دارالامان نمبر 143 جلد 26 مؤرخہ 25/ جون 1938ء صفحہ 4)

البتہ جیسا کہ میں نے اپنے اس خطبہ میں بھی ذکر کیا ہے بیوہ/ مطلقہ عورت، کنواری لڑکی کی نسبت اپنے بارہ میں فیصلہ کرنے میں اپنے ولی

سے زیادہ حق رکھتی ہے۔اس کا مطلب یہی ہے کہ بیوہ/ مطلقہ عورت اگر کسی جگہ شادی کرنا چاہے تو ولی کو اس میں بلاوجہ روک نہیں بننا چاہئے بلکہ اس کی مرضی کا احترام کرتے ہوئے اس کا اس جگہ نکاح کر دینا چاہئے۔

3۔ ایک فتویٰ زیر نمبر 20/27.09.2021 کے صفحہ 3 پر آپ نے الفضل 16/ اگست 1948ء کا ایک حوالہ فقہ احمدیہ عبادات کے حوالہ سے دیا ہے۔ ایک تو یہ حوالہ غلط ہے۔ دوسرا اگر اصل ماخذ میسر ہو تو حوالہ اُس اصل ماخذ سے ہی دینا چاہئے۔

میں نے یہ حوالہ یہاں تلاش کروایا ہے۔ آپ کے فتویٰ میں درج یہ اقتباس حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ 06/ اگست 1948ء کا ہے۔ جو خطبہ روز نامہ الفضل ربوہ مؤرخہ 08/ مارچ 1961ء کے صفحہ نمبر 2 تا 4 پر شائع ہوا تھا۔

فقہ احمدیہ میں اس قسم کی بہت سی غلطیاں ہیں، جن کی اصلاح کی ضرورت ہے۔ تدوین فقہ کمیٹی کو اس طرف توجہ دلائیں کہ اس کی نظر ثانی کا کام جلد مکمل کریں۔

سوال: بلاد عرب میں کسی شخص کے نبوت اور مجددیت کا دعویٰ کرنے پر اس فعل کے ردّ میں ایک عرب احمدی کی طرف سے لکھے جانے والے مضمون اور اس مضمون پر ربوہ سے بعض علماء کی طرف سے موصول ہونے والے موقف کے بارہ میں انچارج صاحب عربک ڈیسک یوکے نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے راہنمائی چاہی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مؤرخہ 06/ نومبر 2021ء میں اس سوال کے بارہ میں درج ذیل ارشادات فرمائے۔ حضور انور نے فرمایا:

جواب: دنیا کی ہدایت اور اصلاح کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی نبی یا مصلح کا مبعوث ہونا اس کی ایک ایسی نعمت ہے جس کا دنیا میں کوئی بدل نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا کی ہدایت کیلئے جب بھی کسی نبی یا مصلح کی ضرورت محسوس کی تو انسانیت پر رحم کرتے ہوئے اس نے کسی نبی یا مصلح کو ضرور دنیا کی ہدایت کیلئے مبعوث فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی یہ صفت ہمیشہ سے اور ہمیشہ کیلئے جاری ہے اور کسی انسان کو حق نہیں ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی اس سنت کو معطل قرار دے کیونکہ قرآن و سنت میں ایسی کوئی نص موجود نہیں۔ تاہم آئندہ زمانوں میں اللہ تعالیٰ کی اس سنت کا اظہار کس طریق پر ہو گا، یہ خدا تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ البتہ قرآن کریم، احادیث نبویہ ﷺ اور انبیائے سابقہ کے صحیفوں میں آنحضور ﷺ کے بعد ہمیں صرف ایک ہی جری اللہ فی حلل الانبیاء کی بشارت ملتی ہے۔

پھر ہمارے آقا و مولیٰ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے بھی اپنے بعد امت محمدیہ میں دو دفعہ خلافت علی منہاج النبوۃ کے قیام کی بشارت دی ہے۔ پہلی مرتبہ کے قیام کے بعد آپ نے اس نعمت کے اٹھائے جانے کا ذکر فرمایا ہے لیکن دوسری مرتبہ اس نعمت کے قیام کی خوشخبری دینے کے بعد آپ نے خاموشی اختیار فرمائی جس سے اس نعمت کے قیامت تک جاری رہنے کا استدلال ہوتا ہے۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 6 صفحہ 285، مسند النعمان بن بشیرؓ)

آنحضور ﷺ کے غلام صادق اور اس زمانہ کے حکم و عدل حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا تعالیٰ کی طرف سے ملنے والی بشارتوں کے تحت جہاں ایک طرف خود کو خاتم الخلفاء قرار دیا اور اپنے بعد کسی اور مسیح کے آنے کا انکار فرمایا وہاں دوسری طرف آپ نے اپنے بعد ہزاروں مثیل مسیح کی آمد کے امکان کا بھی ارشاد فرمایا۔

چنانچہ قرآن کریم کی مختلف آیات، احادیث نبویہ ﷺ اور دیگر مذاہب کی تاریخ سے استدلال کرتے ہوئے آپ نے انسانی نسل کی عمر سات ہزار سال ہونے اور اس کے پانچویں ہزار سال میں آنحضور ﷺ کے مبعوث ہونے کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا:

’’اب ہم ساتویں ہزار کے سر پر ہیں۔ اس کے بعد کسی دوسرے مسیح کو قدم رکھنے کی جگہ نہیں کیونکہ زمانے سات ہی ہیں جو نیکی اور بدی میں تقسیم کئے گئے ہیں۔‘‘

(لیکچر لاہور، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 186)

آپ نے مزید فرمایا: ’’چونکہ یہ آخری ہزار ہے اس لئے ضرور تھا کہ امام آخر الزمان اس کے سر پر پیدا ہو اور اس کے بعد کوئی امام نہیں اور نہ کوئی مسیح۔ مگر وہ جو اس کیلئے بطورِ ظل کے ہو۔ کیونکہ اس ہزار میں اب دنیا کی عمر کا خاتمہ ہے جس پر تمام نبیوں نے شہادت دی ہے اور یہ امام جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مسیح موعود کہلاتا ہے وہ مجدّد صدی بھی ہے اور مجدّد الف آخر بھی۔‘‘

(لیکچر سیالکوٹ، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 208)

حضور علیہ السلام مجدد الف آخر بھی ہیں۔ جس کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ حضور ﷺ کی بشارتوں کے تحت آپ کے ذریعہ جاری ہونے والی خلافت علی منہاج النبوۃ میں آنے والے آپ کے خلفاء آپ کی پیروی اور اتباع کی برکت سے اپنے اپنے وقت کے مجدد بھی ہوں گے، اس لئے آپ کی پیروی اور اتباع سے باہر اب کسی مجدد کا آنا بھی محال ہے۔ حضور علیہ السلام اپنے بعد آنے والے مثیل مسیح کے آنے کے امکان کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’ہم یہ بھی ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ ہمیں اس سے انکار نہیں کہ ہمارے بعد کوئی اور بھی مسیح کا مثیل بن کر آوے کیونکہ نبیوں کے مثیل ہمیشہ دنیا میں ہوتے رہتے ہیں بلکہ خدائے تعالیٰ نے ایک قطعی اور یقینی پیشگوئی میں میرے پر ظاہر کر رکھا ہے کہ میری ہی ذُرّیت سے ایک شخص پیدا ہو گا جس کو کئی باتوں میں مسیح سے مشابہت ہو گی وہ آسمان سے اُترے گا اور زمین والوں کی راہ سیدھی کر دے گا اور وہ اسیروں کو رستگاری بخشے گا اور اُن کو جو شبہات کی زنجیروں میں مقید ہیں رہائی دے گا۔‘‘

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 179-180)

اس بارہ میں آپ نے مزید فرمایا: ’’میں نے صرف مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور میرا یہ بھی دعویٰ نہیں کہ صرف مثیل ہونا میرے پر ہی ختم ہو گیا ہے بلکہ میرے نزدیک ممکن ہے کہ آئندہ زمانوں میں میرے جیسے اور دس ہزار بھی مثیل مسیح آجائیں ہاں اس زمانہ کیلئے میں مثیل مسیح ہوں اور دُوسرے کی انتظار بے سُود ہے اور یہ بھی ظاہر رہے کہ یہ کچھ میرا ہی خیال نہیں کہ مثیل مسیح بہت ہو سکتے ہیں بلکہ احادیث نبویہ کا بھی یہی منشاء پایا جاتا ہے۔‘‘

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 197)

ایک اور جگہ اس مضمون کو بیان کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:

’’اس عاجز کی طرف سے بھی یہ دعویٰ نہیں ہے کہ مسیحیت کا میرے وجود پر ہی خاتمہ ہے اور آئندہ کوئی مسیح نہیں آئے گا بلکہ میں تو مانتا ہوں اور بار بار کہتا ہوں کہ ایک کیا دس ہزار سے بھی زیادہ مسیح آسکتا ہے۔‘‘

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 251)

فرمایا: ’’عیسیٰؑ ابن مریم نے ایک سو بیس برس عمر پائی اور پھر فوت ہو کر اپنے خدا کو جا ملا اور دوسرے عالم میں پہنچ کر یحییٰؑ کا ہم نشین ہوا کیونکہ اس کے واقعہ اور یحییٰ نبی کے واقعہ کو باہم مشابہت تھی۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ وہ نیک انسان تھا اور نبی تھا مگر اسے خدا کہنا کفر ہے۔ لاکھوں انسان دنیا میں ایسے گزر چکے ہیں اور آئندہ بھی ہوں گے۔ خدا کسی کے برگزیدہ کرنے میں کبھی نہیں تھکا اور نہ تھکے گا۔‘‘

(تذکرۃ الشہادتین، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 29)

پس یہ اس سلسلہ کا وہ آخری ہزار سال ہے جس میں خدا تعالیٰ نے آنحضور ﷺ کی پیشگوئیوں کے عین مطابق آپ کے روحانی فرزند اور غلام صادق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خاتم الخلفاء کے طور پر مبعوث فرمایا۔ آنحضور ﷺ کی پیشگوئیوں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات سے یہی مستنبط ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے چونکہ یہ آخری ہزار سال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ قائم ہونے والی خلافت احمدیہ حقہ اسلامیہ کا دور ہے۔ اس لئے اگر کسی وقت دنیا کی اصلاح کیلئے کسی مصلح کی ضرورت پڑی تو اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی کے متبعین میں سے کسی ایسے شخص کو دنیا کی اصلاح کیلئے کھڑا کرے گا جو وقت کا خلیفہ ہو گا لیکن خلیفہ سے بڑھ کر آپ کا مثیل اور مصلح ہونے کا مقام بھی اسے عطا ہو گا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دی جانے والی بشارتوں کے عین مطابق حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس مقام پر فائز فرمایا تھا۔ چنانچہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اس موعود خلافت کے مقام کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

پھر صرف خلافت کا سوال نہیں بلکہ ایسی خلافت کا سوال ہے جو موعود خلافت ہے۔ الہام اور وحی سے قائم ہونے والی خلافت کا سوال ہے۔ ایک خلافت تو یہ ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ لوگوں سے خلیفہ منتخب کراتا ہے اور پھر اسے قبول کر لیتا ہے مگر یہ ویسی خلافت نہیں۔ یعنی میں اس لئے خلیفہ نہیں کہ حضرت خلیفہ اوّل کی وفات کے دوسرے دن جماعت احمدیہ کے لوگوں نے جمع ہو کر میری خلافت پر اتفاق کیا بلکہ اس لئے بھی خلیفہ ہوں کہ خلیفہ اوّل کی خلافت سے بھی پہلے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا تعالیٰ کے الہام سے فرمایا تھا کہ میں خلیفہ ہوں گا۔ پس میں خلیفہ نہیں بلکہ موعود خلیفہ ہوں۔ میں مامور نہیں مگر میری آواز خدا تعالیٰ کی آواز ہے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ اس کی خبر دی تھی۔ گویا اس خلافت کا مقام ماموریت اور خلافت کے درمیان کا مقام ہے اور یہ موقع ایسا نہیں ہے کہ جماعت احمدیہ اسے رائیگاں جانے دے اور پھر خدا تعالیٰ کے حضور سُرخرو ہو جائے۔ جس طرح یہ بات درست ہے کہ نبی روز روز نہیں آتے اسی طرح یہ بھی درست ہے کہ موعود خلیفے بھی روز روز نہیں آتے۔

(رپورٹ مجلس مشاورت 1936ء، خطابات شوریٰ جلد دوم صفحہ 18)

محمد انور شہزاد

معراج مصطفیٰؐ کا شہرہ آفاق سفر

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

عربی زبان میں خواہ آسمان پر جانے کا ذکر ہو یا زمین پر سفر کرنے کا اگر رات کو کوئی سفر ہو تو اسے اسراء کہیں گے۔ اس وجہ سے معراج کے متعلق بھی اسراء کا لفظ بولا جاتا تھا اور بیت المقدس کی طرف جانے کے واقعہ کے متعلق بھی اسراء کا لفظ استعمال کیا جاتا تھا کیونکہ یہ دونوں واقعات رات کے وقت ہوئے تھے۔ اب ادھر دونوں کے لیے اسراء کا لفظ بولا جاتا تھا اور ادھر ان دونوں نظاروں کی کئی باتیں آپس میں ملتی جلتی تھیں مثلاً یہی کہ اس میں بھی براق کا ذکر آتا ہے اور اس میں بھی۔ اسراء بیت المقدس میں بھی انبیاء سے ملنے کا ذکر آتا ہے اور معراج میں بھی۔ اسراء بیت المقدس میں بھی نماز پڑھانے کا ذکر آتا ہے اور معراج میں بھی اسراء کی بعض روایتوں میں دوزخ جنت کے بعض نظارے دیکھنے کا ذکر آتا ہے اور معراج کے واقعہ میں بھی۔ غرض نام اور کام کی تفصیلات میں ایک حد تک اشتراک پایا جاتا تھا اور روحانی عالم کے عجیب و غریب نظاروں کا ذکر تھا۔ اس لئے بعض راویوں کے ذہنوں میں خلط ہو گیا اور انہوں نے دونوں واقعات کو ایک ہی سمجھ کر ملا کر بیان کرنا شروع کر دیا۔ لیکن جن کا حافظہ زیادہ مضبوط تھا انہوں نے اگر معراج کا واقعہ صحابی سے سنا تھا تو روایت شروع ہی اس طرح کی کہ پھر رسول کریم ﷺ کو گھر سے اٹھا کر آسمان کی طرف لیجایا گیا اور اگر انہوں نے صحابی سے اسراء بیت المقدس کا واقعہ سنا تھا تو انہوں نے بیت المقدس تک کا واقعہ بیان کیا آگے آسمان پر جانے کا ذکر نہیں کیا……ان دونوں قسم کی روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ میں اسراء کا لفظ دونوں واقعات کی نسبت مستعمل تھا۔ پس اس لفظ کے استعمال اور بعض تفصیلات کے اشتراک کی وجہ سے بعض راویوں کو یہ دھوکا آسانی سے لگ سکتا تھا کہ یہ دونوں واقعات ایک ہی ہیں اور اس کی وجہ سے انہوں نے دونوں قسم کی روایات کو ملا کر بیان کر دیا اور اس سے بعد میں آنے والے لوگوں کو یہ دھوکا لگ گیا کہ شاید یہ ایک ہی واقعہ کی تفصیل ہیں۔

(تفسیر کبیر جلد 4 صفحہ 287-289)

حالانکہ معراج اور اسراء میں کم از کم پانچ سے سات سال کے عرصہ کا فرق ہے۔ معراج کا سفر نبوت کے پانچویں سال یا اس سے کچھ پہلے کا ہے جبکہ اسراء کا سفر ہجرت سے چھ ماہ یا ایک سال قبل پیش آیا۔ قرآن کریم میں معراج کا واقعہ سورۃ النجم میں بیان کیا ہے جس میں بیت المقدس یا مسجد اقصیٰ کا کوئی ذکر نہیں ملتا جبکہ اسراء کا واقعہ سورۃ بنی اسرائیل کے آغاز میں بیان کیا گیا ہے جس میں آسمان پر جانے کا کوئی ذکر نہیں ملتا۔

احادیث میں بھی ان دونوں واقعات کو الگ الگ بیان کیا گیا ہے۔ معراج کی حدیث بخاری میں چھ جگہوں پر بیان کی گئی ہے اسی طرح واقعہ اسراء کا ذکر بھی کئی مقامات پر آیا ہے۔

سیرت ابن ہشام میں ان دونوں واقعات کو علیحدہ طور پر بیان کیا گیا ہے۔ اسی طرح طبقات ابن سعد جلد اول میں مشہور مورخ ابن سعد نے بھی دونوں کو علیحدہ علیحدہ تاریخوں میں مختلف تفاصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔

معراج کی رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد الحرام میں سوئے ہوئے تھے جبکہ اسراء والے واقعہ کی رات آپ اپنی چچا زاد بہن اُم ھانی (حضرت ابو طالب کی بیٹی اور حضرت علی کی بہن) کے گھر سوئے تھے۔

ترتیب زمانی کے لحاظ سے چونکہ معراج کا واقعہ پہلے اور اسراء بعد میں ظہور پذیر ہوا اس لئے میں پہلے معراج کے سفر سے شروع کروں گا۔

واقعہ معراج

معراج عربی زبان کا لفظ ہے جو عَرَجَ سے نکلا ہے جس کے معنی اوپر چڑھنے کے ہیں اور اسی وجہ سے سیڑھی کو معراج کہا جاتا ہے جو بلندی پر چڑھنے کے کام آتی ہے۔ قرآن کریم میں واقعہ معراج سورۃ النجم میں بیان ہوا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنۡ ہُوَ اِلَّا وَحۡیٌ یُّوۡحٰی ﴿5﴾ عَلَّمَہٗ شَدِیۡدُ الۡقُوٰی ﴿6﴾ ذُوۡ مِرَّۃٍ ؕ فَاسۡتَوٰی ﴿7﴾ وَ ہُوَ بِالۡاُفُقِ الۡاَعۡلٰی ﴿8﴾ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی ﴿9﴾ فَکَانَ قَابَ قَوۡسَیۡنِ اَوۡ اَدۡنٰی ﴿10﴾ فَاَوۡحٰۤی اِلٰی عَبۡدِہٖ مَاۤ اَوۡحٰی ﴿11﴾ مَا کَذَبَ الۡفُؤَادُ مَا رَاٰی ﴿12﴾ اَفَتُمٰرُوۡنَہٗ عَلٰی مَا یَرٰی ﴿13﴾ وَ لَقَدۡ رَاٰہُ نَزۡلَۃً اُخۡرٰی ﴿14﴾ عِنۡدَ سِدۡرَۃِ الۡمُنۡتَہٰی ﴿15﴾ عِنۡدَہَا جَنَّۃُ الۡمَاۡوٰی ﴿16﴾ اِذۡ یَغۡشَی السِّدۡرَۃَ مَا یَغۡشٰی ﴿17﴾ مَا زَاغَ الۡبَصَرُ وَ مَا طَغٰی ﴿18﴾ لَقَدۡ رَاٰی مِنۡ اٰیٰتِ رَبِّہِ الۡکُبۡرٰی ﴿19﴾

(النجم: 5- 19)

ترجمہ: یہ تو محض ایک وحی ہے جو اتاری جا رہی ہے۔ اسے مضبوط طاقتوں والے نے سکھایا ہے۔ جو بڑی حکمت والا ہے پس وہ فائز ہوا۔ جبکہ وہ بلند ترین افق پر تھا۔ پھر وہ نزدیک ہوا۔ پھر وہ نیچے اتر آیا۔ پس وہ دو قوسوں کے وتر کی طرح ہو گیا یا اس سے بھی قریب تر۔ پس اس نے اپنے بندے کی طرف وحی کیا جو بھی وحی کیا اور دل نے جھوٹ بیان نہیں کیا جو اس نے دیکھا۔ پس کیا تم اس سے اس پر جھگڑتے ہو جو اس نے دیکھا؟ جبکہ وہ اسے ایک اور کیفیت میں بھی دیکھ چکا ہے۔ آخری حد پر واقع بیری کے پاس۔ اس کے قریب ہی پناہ دینے والی جنت ہے۔ جب بیری کو اس نے ڈھانپ لیا۔ نہ نظر کج ہوئی اور نہ حد سے بڑھی۔ یقیناً اس نے اپنے رب کے نشانات میں سے سب سے بڑا نشان دیکھا۔

سورۃ نجم کی یہ آیات معراج کے واقعہ کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔ سورۃ نجم شوال سن 5 نبوی سے پہلے نازل ہو چکی تھی اور اس میں چونکہ معراج کا واقعہ درج ہے اس لئے معراج کا واقعہ بھی یقیناً شوال سن 5 نبوی سے پہلے ہو چکا تھا۔ اس قرآنی بیان کی تشریح و تفصیل میں جو احادیث وارد ہوئی ہیں اُن میں سے معراج کے متعلق صحیح روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ: ایک رات آنحضرت ﷺ مسجد حرام کے اس حصہ میں جو حطیم کہلاتا ہے لیٹے ہوئے تھے اور یقظہ اور نوم کی درمیانی حالت تھی۔ یعنی آپ کی آنکھ تو سوتی تھی مگر دل بیدار تھا کہ آپ نے دیکھا کہ جبرائیلؑ نمودار ہوئے ہیں۔ حضرت جبرائیلؑ نے آپ کے قریب آ کر آپ کو اٹھایا اور چاہ زمزم کے پاس لا کر آپ کا سینہ چاک کیا اور آپ کے دل کو زمزم کے مصفا پانی سے اچھی طرح دھویا۔ اس کے بعد ایک سونے کی طشتری لائی گئی جو ایمان و حکمت سے لبریز تھی اور حضرت جبرائیلؑ نے آپ کے دل میں حکمت و ایمان کا خزانہ بھر کر آپؐ کے سینہ کو پھر اسی طرح بند کر دیا۔ اس کے بعد جبرائیلؑ آپؐ کو اپنے ساتھ لے کر آسمان کی طرف اٹھ گئے اور پہلے آسمان کے دروازے پر پہنچ کر دستک دی۔ دربان نے پوچھا کون ہے؟ جبرائیلؑ نے جواب دیا میں جبرائیلؑ ہوں اور میرے ساتھ محمد ﷺ ہیں۔ دربان نے پوچھا کیا محمد ﷺ کو بلایا گیا ہے؟ جبرائیلؑ نے کہا ہاں۔ اس پر دربان نے دروازہ کھول کر آنحضرت ﷺ کو خوش آمدید کہا۔ اندر داخل ہو کر آنحضرت ﷺ نے ایک بزرگ انسان کو دیکھا جس نے آپؐ کو مخاطب ہو کر کہا۔ ’’مرحبا اے صالح نبی اور اے صالح فرزند!‘‘ اور آپؐ نے بھی اسے سلام کیا۔ اس کے دائیں اور بائیں ایک بہت بڑی تعداد میں روحوں کا سایہ پڑ رہا تھا۔ جب وہ اپنے دائیں طرف دیکھتا تھا تو اس کا چہرہ خوشی سے تمتما اٹھتا تھا اور جب بائیں طرف دیکھتا تھا تو غم سے اس کا منہ اتر جاتا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے جبرائیلؑ سے پوچھا کہ یہ صاحب کون ہیں؟ جبرائیلؑ نے کہا۔ یہ آدم ہیں اور ان کے دائیں طرف ان کی نسل میں سے اہل جنت کا سایہ پڑ رہا ہے جسے دیکھ کر وہ خوش ہوتے ہیں اور بائیں طرف اہل نار کا سایہ ہے جسے دیکھ کر وہ غم محسوس کرتے ہیں۔ اس کے بعد جبرائیلؑ آپؐ کو لے کر آگے چلے اور دوسرے آسمان کے دروازہ پر بھی آپؐ کو وہی واقعہ پیش آیا اور اس کے اندر داخل ہو کر آپؐ نے دو شخصوں کو دیکھا۔ جنہوں نے ان الفاظ میں آپ کا خیر مقدم کیا کہ ’’مرحبا اے صالح نبی اور صالح بھائی!‘‘ اور آپؐ نے بھی انہیں سلام کہا اور جبرائیلؑ نے آپؐ کو بتایا کہ یہ حضرت عیسیٰؑ اور حضرت یحییٰؑ ہیں۔ جو خالہ زاد بھائی تھے۔ اسی طرح جبرائیلؑ آپؐ کو ساتھ لے کر تیسرے اور چوتھے اور پانچویں آسمان میں سے گذرے جن میں آپؐ نے علی الترتیب حضرت یوسفؑ اور حضرت ادریسؑ اور حضرت ہارونؑ کو پایا۔ چھٹے آسمان پر آپؐ کی ملاقات حضرت موسیٰؑ سے ہوئی اور حضرت موسیٰؑ نے بھی آپؐ کو اسی طرح مرحبا کہا اور آپؐ نے سلام کیا۔ جب آپؐ ان سے آگے گذرنے لگے تو حضرت موسیٰؑ رو پڑے جس پر آواز آئی۔ اے موسیٰؑ! کیوں روتے ہو؟ حضرت موسیٰؑ نے کہا۔ اے میرے اللہ! یہ نوجوان میرے پیچھے آیا۔ مگر اس کی امت کی میری امت کی نسبت جنت میں زیادہ داخل ہو گی۔ اے میرے اللہ! میں یہ نہیں سمجھتا تھا کہ کوئی شخص میرے پیچھے آ کر مجھ سے آگے نکل جائے گا۔ اس کے بعد آپؐ ساتویں آسمان میں داخل ہوئے جہاں آپؐ کی حضرت ابراہیمؑ سے ملاقات ہوئی۔ جو بیت معمور کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھے تھے۔ یہ بیت معمور آسمانی عبادتگاہ کا مرکز تھا (جس کے گویا ظل کے طور پر دنیا میں کعبۃ اللہ تعمیر ہوا تھا) حضرت ابراہیمؑ نے بھی آپؐ کو دیکھ کر اسی طرح مرحبا کہا جس طرح حضرت آدمؑ نے کہا تھا۔ (کیونکہ وہ بھی حضرت آدمؑ کی طرح آنحضرت ﷺ کے جد امجد تھے) اور آپؐ نے بھی اسی طرح ان کو سلام کہا۔ اس کے بعد آپؐ اور آگے بڑھے اور وہاں پہنچے جہاں اس وقت تک کسی بشر کا قدم نہیں پہنچا تھا۔ یہاں آپؐ نے اپنے اوپر بہت سی قلموں کے چلنے کی آواز سنی (جو گویا قضاء و قدر کی قلمیں تھیں) اس کے بعد آپؐ کو اپنے سامنے ایک بیری کا سا درخت نظر آیا جو

گویا زمینی تعلقات کے لئے آسمان میں آخری نقطہ تھا اور اس کے ساتھ سے جنت ماوٰی شروع ہوتی تھی اس بیری کے درخت کے پھل اور پتے بڑے بڑے اور عجیب وغریب قسم کے تھے۔ جب آپؐ نے اس درخت کو دیکھا تو اس پر ایک فوق البیان اور گوناگوں تجلی کا ظہور ہوا جس کے متعلق آپؐ فرماتے ہیں کہ الفاظ میں یہ طاقت نہیں کہ انہیں بیان کرسکیں۔ اس بیری کے نیچے چار دریا بہہ رہے تھے جن کے متعلق جبرائیلؑ نے آپؐ کو بتایا کہ ان میں سے دو دریا تو دنیا کے ظاہری دریا نیل وفرات ہیں اور دو باطنی دریا ہیں جو جنت کی طرف کو بہتے ہیں۔ اس موقعہ پر آپؐ کو حضرت جبرائیلؑ اپنی اصلی شکل وصورت میں نظر آئے اور آپؐ نے دیکھا کہ وہ چھ سو پروں سے آراستہ ہیں۔ اس کے بعد آپؐ کو جنت کی سیر کرائی گئی اور بالآخر آپؐ نے دیکھا کہ آپؐ خدائے ذوالجلال کے دربار میں پیش ہوئے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ سے بلا واسطہ کلام فرمایا اور بعض بشارات دیں اور آخر کار خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ اطلاع ملی کہ آپؐ کی امت کے لئے رات دن میں پچاس نمازیں فرض کی گئی ہیں۔ آپؐ یہ حکم لے کر واپس آئے تو راستہ میں حضرت موسیٰؑ نے آپؐ کو روک کر پوچھا کہ آپ کو کیا احکام ملے ہیں؟ آپؐ نے پچاس نمازوں کا حکم بیان کیا۔ حضرت موسیٰؑ یہ حکم سن کر چونک پڑے اور کہا کہ میں بنی اسرائیل کے ساتھ واسطہ پڑنے کی وجہ سے صاحب تجربہ ہوں۔ آپؐ کی امت کو اتنی نمازوں کی ہرگز برداشت نہ ہوگی پس آپ واپس جائیں اور خدا سے اس حکم میں تخفیف کی درخواست کریں۔ آپؐ گئے اور اللہ تعالیٰ نے پچاس میں سے دس کی کمی کر کے چالیس نمازوں کا حکم دیا۔ مگر واپسی پر حضرت موسیٰؑ نے پھر روکا اور کہا کہ یہ بھی بہت زیادہ ہیں آپؐ واپس جاکر مزید رعایت مانگیں۔ اس پر آپؐ پھر گئے اور دس کی مزید رعایت منظور ہوئی۔ غرض اس طرح حضرت موسیٰؑ کے مشورہ پر آپؐ بار بار خدا کے دربار میں گئے اور بالآخر اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازوں کا حکم دیا۔ اس پر حضرت موسیٰؑ نے آپؐ کو پھر روکا اور مزید رعایت کے لئے واپس جانے کا مشورہ دیا اور کہا کہ میں بنی اسرائیل کو دیکھ چکا ہوں اور وہ اس سے بھی کم عبادت کو نباہ نہیں سکے، مگر آنحضرت ﷺ نے یہ کہتے ہوئے انکار کر دیا کہ اب مجھے واپس جاتے ہوئے شرم آتی ہے۔ اس پر غیب سے آواز آئی۔ ’’اے محمد! یہ پانچ نمازیں بھی ہیں اور پچاس بھی کیونکہ ہم نے ایک نماز کے بدلے میں دس کا اجر مقرر کر دیا ہے۔ اس طرح ہمارے بندوں سے تخفیف بھی ہوگئی اور ہمارا اصل حکم بھی قائم رہا۔ اس کے بعد جب آپؐ مختلف آسمانوں میں سے ہوتے ہوئے نیچے اترے تو آپؐ کی آنکھ کھل گئی۔ (یعنی یہ کشف کی حالت جاتی رہی) اور آپؐ نے دیکھا کہ آپؐ اسی طرح مسجد حرام میں لیٹے ہوئے ہیں۔

(سیرت خاتم النبیین جلد اول صفحہ 220-222)

قرآن شریف احادیث اور تاریخ تینوں سے یہ بات قطعی طور پر ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ کا معراج ایک نہایت لطیف اور پاکیزہ قسم کی رُوحانی پرواز تھی جو بطریق رؤیا بعض خاص مصالح کے ماتحت آنحضرت ﷺ کو کرائی گئی اور تصویری اور تعبیری زبان میں اس پرواز کے اندر بہت سے حقائق اور اشارات مخفی تھے جو ایک عظیم الشان نشان کے طور پر اپنے وقت پر پورے ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ قرآن کریم میں کوئی ایسی آیت نہیں جس میں یہ لکھا ہو کہ حضور سرور کائنات ﷺ اپنے جسد عنصری کے ساتھ آسمان پر تشریف لے گئے تھے بلکہ اس کے برعکس قرآن کریم سے یہ قطعی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ معراج روحانی تھا۔ لفظ معراج کو سمجھنے کے لئے رسول کریم ﷺ کا یہ ایک فرمان ہی کافی ہے آپؐ فرماتے ہیں ’’الصلوٰۃ معراج المؤمن‘‘ نماز مومن کی معراج ہے۔ اب اس حدیث پر غور کریں کہ اگر معراج کو جسمانی مانا جائے تو یہ ماننا پڑے گا کہ مومنین کو بھی معراج جسمانی ہوتا ہے۔ تو کیا جب کوئی مومن نماز کے لئے صف میں کھڑا ہوتا ہے اور نماز شروع کرنے کے ساتھ ہی کیا اس کا جسم زمین سے غائب ہو جاتا ہے؟ لہٰذا اس حدیث سے قطعی طور پر ثابت ہوگیا کہ معراج روحانی کیفیت کا نام ہے نہ کہ جسمانی جیسا کہ حضرت رسول کریم ﷺ نے اس کی وضاحت فرما دی ہے۔

معراج تو زیادہ تر آنحضرت ﷺ کے رُوحانی کمالات کے اظہار کے لیے ہے اسی لیے معراج کے واسطے آسمان کو چُنا گیا اسی لئے معراج میں آپؐ کا بغیر کسی سواری اور بغیر کسی ظاہری اور مادی واسطہ کے اُوپر اُٹھایا جانا بیان ہوا ہے۔ معراج میں آپؐ کا سب نبیوں سے آگے نکل جانا اس بات کی طرف اشارہ رکھتا ہے کہ آپؐ اپنے مقام اور مرتبہ کے لحاظ سے سب سے بالا اور اَرفع ہیں اور یہ کہ آپؐ کی لائی ہوئی شریعت اپنے رُوحانی کمالات میں سب شریعتوں سے فائق و برتر ہے بلکہ آپؐ کے فیضانِ روحانی میں وہ خصوصیت رکھی گئی ہے جو پہلے کسی بشر کو حاصل نہیں ہوئی یعنی آپؐ کی سچی اور کامل پیروی انسان کو بلند ترین رُوحانی مدارج تک پہنچا سکتی ہے اور کوئی رُوحانی مرتبہ ایسا نہیں ہے جہاں تک آپؐ کی پیروی کی برکت سے انسان نہ پہنچ سکتا ہو۔

حضرت موسیٰؑ چونکہ ایک خاص سلسلہ کے بانی ہونے کی وجہ سے ان رموز سے زیادہ آشنا تھے۔ اُنھوں نے آنحضرت ﷺ کی اس پروازِ رُوحانی کی حقیقت کو فوراً سمجھ لیا اور اِس طبعی رشک کی وجہ سے جو فطرتِ انسانی کا خاصہ ہے (نہ کہ کسی حَسد کی بنا پر) اِس انکشاف نے انہیں وقتی طور پر غم میں ڈال دیا کہ ایک پیچھے آنے والا نوجوان اُن سے آگے نِکلا جارہا ہے۔

معراج کا ایک نظارہ اس خاص تجلی سے تعلق رکھتا ہے جو سِدرۃ المنتہیٰ پر ہوئی جس کے متعلق آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ اس کے بیان کی الفاظ میں طاقت نہیں ہے سو اس میں آنحضرت ﷺ کے قربِ الٰہی کی طرف اشارہ تھا جس میں محب ومحبوب میں جلوہ ہائے خاص کی نیرنگیوں کا ظہور ہوا جس کے بیان کی کوشِش تو درکنار اس کے علم کی کوشش بھی بے سُود ہے۔ البتہ یہ ظاہر ہے کہ اس نظارہ میں آپ نے خُدا کی ان خاص اور ممتاز تجلیات کا مشاہدہ کیا جن کے دیکھنے کی طاقت صرف اس مقام پر پہنچ کر ہی حاصل ہوسکتی ہے جو آپ کو حاصل ہوا۔

سِدرہ کے نیچے چار دریاؤں کو بہتے دیکھنا جن میں دو ظاہری دریا تھے اور دو باطنی، اس غرض کے اظہار کے لیے تھا کہ خدا کی یہ تجلیات ہر دو صورتوں میں اثر انداز ہوں گی۔ ظاہر میں بھی اور باطن میں بھی۔ رُوحانی طور پر بھی اور دنیوی رنگ میں بھی اور چار کے عدد میں یہ اشارہ تھا کہ آپ کی اُمت پر ظاہری اور رُوحانی ترقی کے دو دو دور آئیں گے۔ ایک دَور ان ہر دو قسم کی تجلیات کا خود آپؐ کے وجودِ باجود سے شروع ہوگا اور ایک بعد کے زمانہ میں آئے گا۔ جب کہ مسلمان اپنے درمیانی زمانہ میں گِر کر پھر دوبارہ اُٹھیں گے اور اس طرح ہر دور میں دو دو تجلیات کا ظہور ہو کر چار نہریں مکمل ہو جائیں گی۔

بالآخر پنجگانہ نماز کے فرض کئے جانے کا نظارہ ہے۔ پچاس سے پانچ تک کی کمی کا منظور ہونا ایک نہایت لطیف رُوحانی نظارہ ہے جس میں اس حقیقت کا اظہار مقصود ہے کہ اصل تعداد جو فرض کی جانیوالی تھی وہ پانچ ہی تھی مگر ساتھ ہی یہ مقدّر تھا کہ ان پانچ نمازوں کا ثواب پچاس کے برابر ملے گا، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا یہ منشا تھا کہ اُمّتِ محمدیہ کو ان کی نیکیوں کا بدلہ بڑھ چڑھ کر عطا کیا جائے، اس لیے یہ نمازیں ابتداء میں پچاس کی صُورت میں فرض کی گئیں اور پھر ایک لطیف رنگ میں جس میں ضمنی طور پر اللہ تعالیٰ کی شفقت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رأفت کا اظہار بھی مقصود ہے یہ تعداد گھٹا کر پانچ کر دی گئی اور باتوں باتوں میں مُسلمانوں کو یہ بھی بتادیا گیا کہ تمہارے متعلق یہ اندیشہ کیا گیا ہے کہ تم ان پانچ نمازوں کی ادائیگی میں بھی سُستی نہ دکھاؤ۔ اس لیے دیکھنا تم اس میں سُست نہ ہونا۔

قرآن کریم اور احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ معراج دو مرتبہ ہوا۔ پہلا معراج ابتدائے نبوت میں ہوا جس میں نمازیں فرض ہوئیں اور دوسرا معراج نبوت کے پانچویں سال یا اس سے کچھ عرصہ پہلے ہوا۔ سورۃ نجم میں جس معراج کا ذکر ہے وہ دوسرا معراج ہے۔

(تفسیر کبیر جلد 4 صفحہ 284)

جس رات کو معراج ہوئی اس بارہ میں چار تاریخوں کا تذکرہ ملتا ہے یعنی 17/ ربیع الاول، 27/ ربیع الاول، 29/ رمضان اور 27/ رجب وغیرہ۔ زیادہ تر مسلمان علماء اور عوام 27/ رجب کی روایت پر یقین رکھتے ہیں اور اس رات منانے کا خاص اہتمام کیا جاتا ہے۔ ساری رات عبادت کرنے اور مختلف قسم کی بدعات اور رسومات اس رات کے ساتھ منسلک کر دی گئی ہیں۔ حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ساری زندگی نہ تو اس رات کسی خاص تقریب کا اہتمام فرمایا اور نہ ہی اُمت کو اس کی فضیلت بیان کر کے اس رات عبادت کا حکم دیا۔ خلفائے راشدین کے زمانہ میں بھی شب معراج منانے کا کوئی ذکر نہیں ملتا۔ یہ سب بعد کی ایجادات ہیں جن کا اسلام کی تعلیمات اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے جماعت احمدیہ ایسی بدعات کو درست نہیں سمجھتی اور ایسی رسومات سے اپنے آپ کو دور رکھتی ہے۔

؎ تیری معراج کہ تو لوح وقلم تک پہنچا
میری معراج کہ میں تیرے قدم تک پہنچا

واقعہ اسراء

سورۃ بنی اسرائیل جسے سورۃ اسراء بھی کہا جاتا ہے اس کا آغاز اس ارشاد باری تعالیٰ سے ہوتا ہے:

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا الَّذِیۡ بٰرَکۡنَا حَوۡلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنۡ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّہٗ ہُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ ﴿۲﴾

(بنی اسرائیل:2)

ترجمہ: پاک ہے وہ جو رات کے وقت اپنے بندے کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کی طرف لے گیا جس کے ماحول کو ہم نے برکت دی ہے۔ تا کہ ہم اسے اپنے نشانات میں سے کچھ دکھائیں۔ یقیناً وہ بہت سننے والا (اور)

گہری نظر رکھنے والا ہے۔

سورۃ بنی اسرائیل کی یہ آیت مبارکہ رسول اللہ ﷺ کے اس عظیم الشان روحانی سفر کی طرف اشارہ کرتی ہے جو مسجد حرام سے بیت المقدس کی طرف کیا گیا جسے تاریخ اسلام میں اسراء کے نام سے بیان کیا جاتا ہے۔ تاریخ احادیث اور عقلی استدلال اس امر کی تائید میں ہیں کہ اسراء کا واقعہ گیارہویں یا بارہویں سال بعد نبوت کا ہے۔ اسراء ایک عربی لفظ ہے جس کے معنے کسی کو رات کے وقت ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے یا سفر کرانے کے ہیں۔ چونکہ آنحضرت ﷺ کو یہ روحانی سیر رات کے وقت کرائی گئی تھی، اس لیے اس کا نام اسراء رکھا گیا۔ کتب احادیث میں اس واقعہ کی تفصیل یوں بیان ہوئی ہے کہ ’’ایک رات آنحضرت ﷺ اپنی چچا زاد بہن حضرت ام ہانیؓ کے گھر تشریف فرما تھے۔ آپؐ نے دیکھا کہ حضرت جبرائیلؑ آپؐ کے پاس آئے اور ایک گدھے سے بڑا مگر خچر سے چھوٹا بُراق نامی جانور جو نہایت خوبصورت سفید رنگ لیے جسم کا تھا آپؐ کے سامنے لائے جب آپؐ اس پر سوار ہونے لگے تو اس نے اپنی دم ہلائی یعنی کچھ انکار کیا جس پر جبرائیلؑ نے بُراق سے کہا۔ بُراق ٹھہرو ٹھہرو۔ واللہ آج تک تم پر کوئی اس شان کا شخص سوار نہیں ہوا۔ تب رسول اللہ ﷺ اس پر سوار ہو کر حضرت جبرائیلؑ کے ساتھ بیت المقدس کی طرف روانہ ہو گئے۔ راستہ میں آپؐ کو ایک بڑھیا ملی جو راستے کی ایک جانب کھڑی تھی جسے دیکھ کر آپؐ نے جبرائیل سے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ جبرائیل نے کہا آگے چلیے آگے چلیے۔ جب آپؐ آگے روانہ ہوئے تو تھوڑی دیر کے بعد آپؐ کو راستہ کے ایک طرف سے کسی نے آواز دے کر بلایا کہا اے محمد (ﷺ)! ادھر آیئے۔ اس پر جبرائیلؑ نے پھر آپؐ کو بولنے سے منع کیا اور کہا اے محمد (ﷺ)! چلیے آگے چلیے اور کچھ جواب نہ دیجیے۔ جب آپؐ آگے آئے تو کچھ دیر کے بعد آپؐ کو راستہ میں چند آدمیوں کی ایک جماعت ملی جنہوں نے ان الفاظ میں آپؐ کو سلام کہا کہ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَااَوَّلُ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَااٰخِرُ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَاحَاشِرُ۔ یعنی ’’اے اوّل! تجھ پر خدا کا سلام ہو۔ اے آخر! تجھ پر خدا کا سلام ہو۔ اے حاشر! (یعنی جمع کرنے والے) تجھ پر خدا کا سلام ہو۔‘‘ اس پر جبرائیلؑ نے کہا اے محمد (ﷺ)! آپ بھی ان کے سلام کا جواب دیں۔ چنانچہ آپؐ نے بھی انہیں سلام کہا اور پھر آگے روانہ ہو گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر آپؐ کو ایسی ہی ایک اور جماعت راستہ میں ملی۔ انہوں نے بھی پہلی جماعت کی طرح انہی الفاظ میں سلام کہا۔ پھر آپؐ آگے چلے کچھ وقفہ کے بعد پھر تیسری دفعہ یہی واقعہ پیش آیا۔ یہاں تک کہ آپؐ بیت المقدس میں پہنچ گئے۔ یہاں جبرائیلؑ نے آپؐ کے سامنے تین پیالے پیش کئے۔ ایک میں پانی تھا۔ دوسرے میں شراب تھی اور تیسرے میں دُودھ تھا۔ آپؐ نے دودھ کا پیالہ لے کر پی لیا اور باقی دونوں رَدّ کر دیئے۔ تو آپؐ کو جبرائیلؑ نے کہا۔ آپؐ نے صحیح فطرت کو پالیا۔ اگر آپؐ پانی پی لیتے تو آپؐ بھی غرق ہوتے اور آپؐ کی اُمّت بھی غرق ہو جاتی اور اگر آپؐ شراب کا پیالہ پی لیتے تو آپؐ بھی گمراہ ہوتے اور آپؐ کی امت بھی گمراہ ہو جاتی۔ پھر آپؐ کے سامنے حضرت آدمؑ اور ان کے بعد کے انبیاء لائے گئے اور آپؐ نے ان کا امام بن کر انہیں نماز پڑھائی۔ اس کے بعد جبرائیلؑ نے آپؐ سے کہا کہ وہ جو آپؐ نے بڑھیا راستہ کے ایک جانب دیکھی تھی وہ دنیا تھی اور دنیا کی عمر میں اب صرف اسی قدر وقت باقی رہ گیا ہے جو اس بڑھیا کی عمر میں باقی رہتا ہے اور جو شخص راستہ سے ہٹ کر آپؐ کے ایک طرف بُلاتا تھا وہ خدا کا دشمن ابلیس تھا جو آپؐ کو راستہ سے ہٹا کر اپنی طرف متوجہ کرنا چاہتا تھا اور وہ جو آپؐ کو آخر میں ایک جماعت ملی تھی اور اُنہوں نے آپؐ کو سلام کہا تھا وہ خدا کے رسول حضرت ابراہیمؑ اور موسیٰؑ اور عیسیٰؑ تھے۔ اس کے بعد آپؐ مکّہ کی طرف واپس لوٹ آئے۔

(سیرت خاتم النبیین جلد اول صفحہ 223-225 وتفسیر کبیر جلد 4 صفحہ 290)

واقعہ اسراء میں مستقبل میں پیش آنے والے واقعات کے متعلق عظیم الشان پیشگوئیاں تصویری رنگ میں بیان ہوئی ہیں سب سے پہلا اشارہ یہ تھا کہ اب جو اسلام پر ایک تنگی کا زمانہ ہے اسے ہم عنقریب دُور کر دیں گے اور مصائب کی موجودہ تاریکی دن کی روشنی میں بدل جائے گی۔ چنانچہ آیت اسراء میں ’’رات‘‘ کا لفظ استعمال کیا جانا اسی حقیقت کے اظہار کے لیے ہے کیونکہ تصویری زبان میں تنگی اور مصیبت کا زمانہ رات کے وقت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ پھر اس سفر کی ابتداء اور انتہا کے لیے مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ کے الفاظ کا بیان کیا جانا اس غرض سے ہے کہ اے مُسلمانو! اب تک تمہارا واسطہ صرف قدیم عربی مذہب و تمدّن کے ساتھ رہا ہے جس کا مرکز مسجد حرام ہے لیکن اب وقت آتا ہے کہ عیسائیوں اور یہودیوں کے ساتھ بھی تمہارا واسطہ پڑے گا اور تمہاری توجہ کا مرکز مسجد حرام سے وسیع ہو کر یہودیوں اور عیسائیوں کے مذہبی مرکز بیت المقدس تک جا پہنچے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ہجرت کے بعد اسلام کا محاذ غیر معمولی طور پر وسیع ہو کر یہودیت اور مسیحیت کے مقابل پر آ گیا اور اسراء میں جو پیشگوئی کی گئی تھی وہ لفظ بلفظ پوری ہوئی۔ اس کے بعد بُراق کی سواری کا منظر ہے اس سے یہ مُراد تھی کہ جو مقابلہ دُوسری قوموں کے ساتھ مسلمانوں کو پیش آنیوالا ہے اس میں بیشک مُسلمانوں کی کامیابی بظاہر مادی اسباب کے ماتحت نظر آئے گی مگر ان اسباب میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک غیر معمولی طاقت ودیعت کی جائے گی جس میں ان نتائج کو جو خدا پیدا کرے گا ان کے ظاہری اسباب سے کوئی نسبت نہیں ہوگی اور مُسلمانوں کی سواری گویا بجلی کی طرح اُڑتی ہوئی آگے نِکل جائے گی چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ابلیس کا نظارہ عقیدہ کی گمراہیوں اور ضلالتوں کا مجسمہ ہے اور مسلمانوں کو بتایا گیا ہے کہ ان کی فاتحانہ یلغار میں انہیں شیطانی طاقتیں جادہ صواب سے منحرف نہ کر دیں۔ پھر نبیوں کی ملاقات ہے جو اپنے اندر برکت اور سلام کے پیغام کے علاوہ یہ معنی بھی رکھتی ہے کہ آئندہ فتوحات میں دُنیا کی قومیں اسلامی برکات سے مُتمتّع ہو کر اس کی برتری کا سکّہ مانیں گی۔ چنانچہ یہ ایک تاریخ کا کھلا ہوا ورق ہے کہ یورپ و امریکہ کی موجودہ بیداری اسلام ہی کے ساتھ واسطہ پڑنے کے نتیجہ میں ہے۔ ورنہ اسلام سے قبل یہ سب قومیں جہالت کی نیند سو رہی تھیں اور یورپ کے غیر متعصب محققین نے اسلام کے اس فیض و برکت کو کھلے الفاظ میں تسلیم کیا ہے اور اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ مغرب نے علومِ جدیدہ کا پہلا سبق اسلام ہی سے سیکھا ہے۔ بالآخر بیت المقدس میں پہنچ کر آپؐ کی اقتداء میں گذشتہ نبیوں کے نماز پڑھنے کا نظارہ ہے۔ قرآن کریم نے مسجد اقصیٰ کا ذکر فرمایا ہے جبکہ تاریخی طور پر یہ بات ثابت ہے کہ وہاں اس وقت کوئی مسجد موجود نہیں تھی۔ حتیٰ کہ ہیکل سلیمانی بھی موجود نہیں تھا۔ یروشلم پر عیسائیوں کی حکومت تھی عیسائیوں نے یہودیوں سے شدید نفرت کی وجہ سے بیت المقدس کی جگہ کو کوڑا کرکٹ اور گند پھینکنے کی جگہ بنایا ہوا تھا۔ حضرت عمرؓ کے دور میں یروشلم فتح ہوا تو جب حضرت عمرؓ یروشلم تشریف لے گئے تو آپ نے اپنے ہاتھوں سے یہ گند صاف کیا اور اس چٹان پر نماز ادا کی۔ بعد میں بنو امیہ کے دور میں اس چٹان پر ایک مسجد تعمیر کی گئی جس کو مسجد اقصیٰ کہا جاتا ہے۔ پس کشف میں جو یہ دکھایا گیا تھا کہ مسجد اقصیٰ میں جا کر آپؐ نے انبیاء کو نماز پڑھائی۔ اس سے مراد مسجد نبوی کی تعمیر تھی جس کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے زیادہ عزت دی جانے والی تھی اور یہ جو دکھایا گیا کہ آپؐ نے سب انبیاء کی امامت کرائی اس میں یہ بتایا گیا تھا کہ آپؐ کا سلسلہ عربوں سے نکل کر دوسری اقوام میں پھیلنے والا ہے اور سب انبیاء کی اُمتیں اسلام میں داخل ہونگی اور یہ اشاعت مدینہ میں جانے کے بعد ہوگی اور اس میں اس طرف بھی اشارہ تھا کہ رسول کریم ﷺ کو بیت المقدس کے علاقہ کی حکومت دی جائے گی اور یہ خبر بھی مدینہ میں جا کر پوری ہوئی اور اس مقام سے ہی اسلام کی اشاعت ساری دنیا میں ہوئی بلکہ اس امر کو دیکھ کر حیرت آتی ہے کہ جب مدینہ سے اسلامی دارالخلافہ کو بدل دیا گیا اسی وقت سے اسلام کی ترقی رک گئی۔ تیس سال کے عرصہ میں جس میں مدینہ اسلامی دارالخلافہ تھا اس قدر اسلام کو ترقی ہوئی اور اس قدر اس کی اشاعت ہوئی کہ اس کے بعد تیرہ سو سال میں اس قدر نہیں ہوئی۔ الغرض اس عظیم الشان کشف میں رسول کریم ﷺ کو ہجرت مدینہ، مسجد نبوی کی تعمیر، اور دین اسلام کا مکہ سے نکل کر دیگر اقوام میں پھیلنے اور اسلامی فتوحات کے متعلق بتایا گیا تھا جو اپنے وقت پر بڑی کھلی کھلی سچائی کے ساتھ پورا ہوا اور صداقت اسلام کا ایک عظیم الشان معجزہ اور واضح نشان ہے۔

الہام يَأْتِيْكَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ کی تکمیل

حضرت مفتی محمد صادق تحریر فرماتے ہیں (قریباً 1902ء) میں ایک لیڈی مس روز نام تھی جس کے مضامین اُس ملک کے اخباروں میں اکثر چھپا کرتے تھے میں نے اُس کے ساتھ تبلیغی خط و کتابت شروع کی اور اُس کے خط جب آتے تھے میں عموماً حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں ترجمہ کر کے سنایا کرتا تھا اور ہماری مجلسوں میں اُسے مس گلابو کہا جاتا تھا۔ ایک دفعہ مس گلابو نے اپنے خط کے اندر پھولوں کی پتیاں رکھ دیں حضرت صاحب نے اُنہیں دیکھ کر فرمایا:

’’یہ پھول محفوظ رکھو کیونکہ یہ بھی يَأْتِيْكَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ کی پیشگوئی کو پورا کرنے والے ہیں۔‘‘

(ذکر حبیب صفحہ 99)

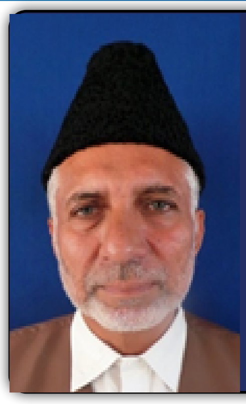

عبد السمیع خان۔ استاد جامعہ احمدیہ گھانا

احمدیت کا فضائی دور

ایم ٹی اے۔ تقدیر الٰہی کا زندہ و تابندہ نشان

قسط 1

قارئین الفضل کے افادہ عام کے لیے گیارہ اقساط پر مشتمل ایک نئے سلسلے کا آغاز

1492ء کا سال دنیا کی تاریخ میں ایک عجیب سال ہے۔ اس سال کولمبس نے امریکہ دریافت کیا اور موجودہ سائنسی ترقیات کی بنیاد ڈالنے والی نئی دنیا وجود میں آئی۔ دوسری طرف اسی سال سپین میں مسلمانوں کی صف لپیٹ دی گئی۔ عیسائیت کا سورج مغربی دنیا میں نصف النہار تک پہنچ گیا مگر اسلام کا سورج کم از کم مغرب میں صدیوں کے لئے اندھیروں میں ڈوب گیا۔ لیکن علام الغیوب خدا نے یہ خبر دی تھی کہ تَطْلُعُ الشَّمْسُ مِنَ الْمَغْرِبِ (مسند احمد جلد 3 صفحہ 206) یعنی آخری زمانہ میں مغرب سے آفتاب صداقت طلوع کرے گا اور جب وہ وقت قریب آیا تو حضرت مسیح موعود مرزا غلام احمدؑ کی زبان سے یہ بشارت دی گئی:

’’یورپ اور امریکہ کے سعید لوگ اسلام قبول کرنے کے لئے طیار ہو رہے ہیں… سچائی کی برکت ان سب کو اس طرف کھینچ لائے گی۔ خدا تعالیٰ نے آسمان پر یہی چاہا ہے اور کوئی نہیں کہ اس کو بدل سکے۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات جلد 1 صفحہ 341 ایڈیشن 1989ء اشتہار 7؍ دسمبر 1892ء)

پھر فرمایا ’’اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں طیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات جلد نمبر 1 صفحہ 341 ایڈیشن 1989ء)

پھر فرمایا:

’’نئی زمین ہوگی اور نیا آسمان ہوگا۔ اب وہ دن نزدیک آتے ہیں کہ جو سچائی کا آفتاب مغرب کی طرف سے چڑھے گا اور یورپ کو سچے خدا کا پتہ لگے گا۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات جلد 2 صفحہ 304 ایڈیشن 1989ء)

چنانچہ سقوط غرناطہ کے ٹھیک 500 سال بعد مغرب سے احمدیہ ٹیلی ویژن نے نشریات کا آغاز کیا اور یورپ کو سچے خدا کا پتہ دینے کے لئے ایک بابرکت دور کا آغاز ہوا۔ ان نشریات کا اولاً مغرب سے آغاز اور پھر دوطرفہ رابطوں کی خبر حضرت امام جعفر صادقؒ کی پیشگوئی میں ملتی ہے جس میں بتایا گیا تھا کہ امام قائم کے زمانہ میں مشرق میں رہنے والا مومن مغرب میں رہنے والے بھائی کو دیکھ لے گا اور مغرب میں رہنے والا مشرق میں رہنے والے مومن بھائی کو دیکھ لے گا۔

(بحار الانوار جلد 52 صفحہ 391)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ قادیان، یورپ، افریقہ، امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا اور مشرق بعید کا دورہ فرما چکے ہیں۔ حضور مشرق میں ہوں یا مغرب میں ہر جگہ سے حضور کے خطبات Live نشر ہوتے ہیں۔ مشرق کے احمدی مغرب کے بھائیوں کو اور مغرب کے احمدی مشرقی بھائیوں کو دیکھ کر سجدات شکر بجالا رہے ہیں۔

پس ایم ٹی اے صدیوں کے انتظار کے بعد احمدیت کو ملنے والا وہ آسمانی نشان ہے جس نے احمدیت کے مشرق ومغرب کو اکٹھا کر دیا ہے۔ جس نے احمدیت کو مکانی اور زمانی سرحدوں سے آزاد کر دیا ہے جس نے احمدیت پر لگائی جانے والی پابندیوں کو ریزہ ریزہ کر دیا ہے جس نے کروڑوں لوگوں کو سچائی کا راستہ دکھایا ہے اور وہ مسیحائے زماں کے دامن سے وابستہ ہو گئے ہیں۔

یہ ایم ٹی اے ہے جو ہر جمعہ کے دن کروڑوں احمدیوں کو ٹیلی ویژن کے آگے بٹھا دیتا ہے۔ کہیں صبح کا جھٹپٹا ہوتا ہے کہیں تپتی دوپہر کہیں ملگجی شام اور کہیں رات کا اندھیرا مگر سب کا سورج خطبہ کے وقت ایم ٹی اے پر طلوع ہوتا ہے اور اذان کی آواز کے ساتھ کل عالم توحید اور محمد مصطفیٰ ﷺ کی رسالت کی گواہی تازہ کرتا ہے۔

ایم ٹی اے احمدیت کی عالمگیریت کا نشان ہے۔ اس نے ہماری ہر اہم تقریب کو عالمی بنا دیا ہے۔ آج دنیا میں اور کوئی جماعت نہیں جس کے امام کا خطبہ جمعہ دنیا کے سارے خطوں میں سنا جاتا ہو۔ امام جماعت احمدیہ کا خطبہ یورپ سے بھی براہ راست نشر ہوتا ہے۔ افریقہ سے بھی، امریکہ سے بھی، کینیڈا سے بھی، ایشیا سے بھی اور آسٹریلیا سے بھی۔

ہمارا تو ہر جلسہ سالانہ بھی عالمگیر ہوگیا ہے۔ ہر عالمی بیعت بھی مذہب کی تاریخ کا انوکھا اور نرالا واقعہ ہے۔ ایم ٹی اے کے ذریعے چشم فلک نے پہلی بار لاکھوں ہاتھوں کو ایک ساتھ دعا کے لئے اٹھتے دیکھا ہے۔ عالمی درس قرآن، عالمی مجالس عرفان، عالمی نکاح، عالمی جنازے، عالمی سجدہ تشکر کے ساتھ ہمارے تو نعرے بھی عالمگیر ہو چکے ہیں۔ اس نظام نے تو کل عالم کے احمدیوں کو خلافت کے ساتھ باندھ کر جسد واحد بنا دیا ہے۔

یہ ایم ٹی اے ہے جو ہمیں قرآن و حدیث کے معارف سے آشنا کراتا ہے۔ سیرۃ النبی ﷺ کی جھلکیوں سے منور کرتا ہے سیرت صحابہ رسول ﷺ سے روحوں کو روشن کرتا ہے۔ ہمیں پیارے مہدی کی پیاری باتیں سناتا ہے۔ اس کے خلفاء کے پرانے خطبات یاد کراتا ہے دشمنوں کے اعتراضوں کا جواب دیتا ہے راہ ہدیٰ پیش کرتا اور غیروں کو آئینہ دکھاتا ہے۔ ’’سچ تو یہ ہے‘‘ اس کے نام کا حصہ بن چکا ہے ایم ٹی اے تاریخ احمدیت کی جھلکیاں پیش کرتا ہے۔ کوکنگ اور پکوان کے پروگرام تخلیق کرتا ہے۔ زبانیں سکھاتا ہے۔

ایم ٹی اے نے دنیا کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ترجمہ قرآن کا تحفہ دیا۔ ہومیوپیتھی کلاسوں کے ذریعے گھر گھر شفا کا نظام جاری کر دیا اور ’’ہومیوپیتھی یعنی علاج بالمثل‘‘ جیسی عظیم کتاب معرض وجود میں آئی۔

یہ ایم ٹی اے ہے جس نے قدرت ثانیہ کے ایک مظہر کو سفر آخرت پر روانہ ہوتے ہوئے دکھایا اور ایک مظہر کو پگڑی اور الیس اللّٰہ بکاف عبدہٗ کی مبارک انگوٹھی پہنتے ہوئے آشکارا کیا۔

ایک وہ تھا جسے ہزاروں بلکتی آنکھوں نے آنسوؤں کے ساتھ الوداع کیا اور دوسرا وہ ہے جس نے ہزاروں تھراتے ہوئے سینوں کو ایک جنبش لب سے سکینت بخش دی۔ جس کے ایک حکم پر سینکڑوں انسانوں نے بیٹھ کر اولین کی یاد تازہ کر دی۔

یہ ایم ٹی اے ہے جس نے 22؍اپریل 2003ء سے ایک کلی کو پھول اور ایک ہلال کو بدر بنتے ہوئے لحہ لحہ کا منظر محفوظ کیا ہے۔ جس نے ایک کم گو اور شرم و حیا کے پیکر کی زبان سے حکمت اور معرفت کے چشمے سیٹے ہیں۔ جس نے جانشین مسیح موعودؑ کو بادشاہوں اور سربراہان مملکت کو پیغام حق سناتے ہوئے دکھایا ہے جس نے اس سیاح شہزادے کو یورپ، افریقہ، امریکہ، کینیڈا اور ایشیا کی سرزمین پر اترتے، محبت اور امن کا تحفہ عطا کرتے ہوئے دیکھا ہے جس نے دھیمے سروں میں رواں دریا کو تیز آبشار میں ڈھلتے دکھایا ہے۔

یہ ایم ٹی اے ہے جس نے حضور کو دورۂ افریقہ کے دوران کچی سڑکوں پر دھول اڑاتی گاڑیوں کے قافلہ میں محوِ سفر دکھایا، جس نے حضور کو افریقہ کے دور دراز علاقوں میں مساجد اور سکولوں کا سنگ بنیاد رکھتے اور افتتاح کرتے دکھایا۔ جس نے محبت کے مارے اور الفت کے مجسموں کو حضور سے مصافحہ کرتے اور بغل گیر ہوتے ہوئے دکھایا۔ جس نے اجلے افریقیوں کو سفید براق لباسوں میں ملبوس اپنے امام کا بے تابانہ استقبال کرتے ہوئے اور یا مسرور دانی معک کی لے کے ساتھ والہانہ ہاتھ بلند کرتے ہوئے دکھایا۔

یہ ایم ٹی اے ہے کہ جو ایک شفیق باپ کو بچوں اور بچیوں کے مابین جلوہ گر ہوتے ہوئے اور پھر ان میں پین اور سکارف اور چاکلیٹ تقسیم کرتے ہوئے دکھاتا ہے۔ یہ ایم ٹی اے ہے جو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو ٹرین کے ذریعہ قادیان آتے ہوئے اور قادیان کی گلیوں اور کوچوں میں گھومتے ہوئے دکھاتا ہے۔ یہ ایم ٹی ہے جس نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کی تصویر اور آواز کو قادیان سے کل عالم میں نشر کیا۔ جس نے حضور کو خطاب کرتے ہوئے قادیان کی گلیوں میں پھرتے، حضرت مسیح موعودؑ کے مزار پر دعا کرتے اور اپنے محبین میں تحفے بانٹتے دکھایا ہے۔ یہ ایم ٹی اے ہے جس کے ترانے معصوم بچے گاتے پھرتے ہیں جس نے بچوں کے ذوق اور دلچسپیاں بدل کر رکھ دی ہیں۔

ایم ٹی اے آج دنیا میں دین کی سچی نمائندگی کرنے والا ٹی وی چینل ہے جسے خلیفہ وقت کی رہنمائی میسر ہے۔ جو کل عالم کے لئے متعدد زبانوں میں 24 گھنٹے کی نشریات پیش کرتا ہے جس کے کارکنان تمام دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اس ٹی وی کی بنیاد خالص سچائی پر ہے۔ اس میں اداکاری اور جھوٹ اور تصنع کا کوئی شائبہ نہیں۔ یہ میک اپ سے پاک اور عریانی سے کلیۃً مبرا ہے۔ اعلیٰ ذوق کی ترویج کرتا ہے۔ جس کے تمام اخراجات طوعی چندوں سے پورے کئے جاتے ہیں۔ جس کے خدمتگاروں کو اللہ تعالیٰ خاص فضلوں سے نوازتا ہے۔

ایم ٹی اے کبھی دنیا کو امن کا پیغام سناتا ہے کبھی اخلاق کی تعلیم دیتا ہے کبھی حقوق اللہ اور حقوق العباد کی طرف متوجہ کرتا ہے اور کبھی بدری صحابہ کی فدائیت کی داستانیں بیان کرتا ہے۔

الغرض خلافت احمدیہ کے ذریعہ جماعت احمدیہ کو جو عظیم الشان نعمتیں

عطا ہوئی ہیں ان میں سے ایک عالیشان نعمت ایم ٹی اے کا نظام ہے۔

یہ محض ایک پھول نہیں، ایک گلدستہ نہیں پورا چمن ہے۔

یہ محض ایک شعر نہیں۔ ایک غزل نہیں پورا دیوان ہے۔

یہ محض ایک ستارہ نہیں۔ نظام شمسی نہیں پوری کہکشاں ہے۔

یہ ایک فرد نہیں چھوٹا قافلہ نہیں ایک بہت بڑا کاروان ہے۔

یہ اتفاقی واقعہ نہیں حادثہ نہیں تقدیر الٰہی کا زندہ و تابندہ نشان ہے۔

اس کا ایک طویل روحانی پس منظر اور سامنے ایک دلکش جہان ہے۔

جس کے بچپن کی خبریں مسیح اول کے کلمات میں اور جوانی کی داستان حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے ارشادات میں محفوظ ہو۔ جس کی داغ بیل اور نگرانی خدا کے مقدس خلفاء کے لئے مقدر ہو اور جس کے ذریعہ ایک عظیم انقلاب برپا ہو رہا ہو وہ نشان اس قابل ہے کہ اسے پوری تفصیل کے ساتھ جذبات تشکر سے معمور ہو کر خدا کی حمد و ثنا سے لبریز ہو کر بیان کیا جائے۔ اس کتاب کا یہی مقصد اولین ہے۔ ایم ٹی اے کے زمین و آسمان کا مطالعہ کرنے کے بعد ہر سعید روح اسی نتیجہ پر پہنچے گی کہ یہ نشان اپنی ذات میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ایک لازوال ثبوت ہے اور اسے بے خوف وخطر ہر جگہ بانگ دہل بیان کیا جاسکتا ہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ جماعت احمدیہ کی روز افزوں ترقی کا ذکر کرتے ہوئے 1996ء میں فرماتے ہیں:

''گزشتہ ایک سال میں ہندوستان میں جماعت احمدیہ اس کثرت سے پھیلی ہے کہ اس سے پہلے سو سال میں بھی اتنا نہیں پھیلی تھی۔ تو رفتاریں بڑھادی گئی ہیں ان کے پیمانے بھی تبدیل کر دیئے گئے ہیں۔ غیر معمولی سرعت کے ساتھ اب ہم فضائی دور میں داخل ہو گئے ہیں۔ اب اونٹنیوں کے بعد گاڑیوں کا دور ختم ہے اب تو راکٹس (Rockets) کا زمانہ آ گیا ہے اور بہت تیز رفتاری کے ساتھ اردگرد کی دنیاؤں کو فتح کرنے کا دور ہے۔''

(خطاب 28؍دسمبر 1996ء جلسہ سالانہ قادیان)

''میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا'' کا عملی ثبوت

حضرت مسیح موعودؑ کو خدا تعالیٰ نے خبر دی تھی کہ میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ یہ الہام مختلف رنگوں میں پورا ہوتا رہا مگر خلافت خامسہ میں اس الہام نے ایک نیا جلوہ دکھایا اور 16؍دسمبر 2005ء کو قادیان کی مسجد اقصیٰ سے معجزانہ طور پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ کی صورت میں مسیح موعودؑ کی تبلیغ زمین کے کناروں تک پہنچنے لگی اور یہ پیغام جلسہ کے خطابات کے علاوہ 5 خطبات جمعہ اور ایک خطبہ عید الاضحیٰ کی صورت میں گونجتا رہا۔ یہ بھی ایک عجیب ایمان افروز واقعہ ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ سالانہ قادیان 2005ء میں شرکت کا فیصلہ فرمایا اور یہ ہدایت دی کہ حضور کے تمام خطابات و خطبات ایم ٹی اے کے ذریعہ live نشر ہوں۔ اُس وقت تک قادیان سے براہ راست پروگرام نشر ہونے کا نہ انتظام تھا نہ ہی تصور۔ جماعت کے منتظمین نے نئی دہلی کے قریب واقع شہر نوئیڈا میں قائم ایک براڈ کاسٹنگ ٹی وی کمپنی سے معاہدہ کر لیا لیکن نشریات حکومت ہند کی نظارت اطلاعات و نشریات کی اجازت کے بغیر ممکن نہیں تھی۔ اس کے لئے جولائی 2005ء میں اجازت نامہ کے حصول کے لئے درخواست دے دی گئی مگر کارروائی کرتے کرتے چھ ماہ سے زائد عرصہ گزر گیا مگر کوئی امید نظر نہ آتی تھی۔ آخر حضور لندن سے دہلی پہنچ گئے اور 15؍دسمبر کو حضور انور نے دہلی سے قادیان کے لئے روانہ ہونا تھا اور اجازت نہیں ملی تھی۔ یہ صورت حال جب حضور کے علم میں لائی گئی تو حضور نے 14؍دسمبر کو فرمایا میں اُس وقت تک قادیان نہیں جاؤں گا جب تک پروگرام لائیو نشر کرنے کی اجازت نہیں ملے گی۔

اللہ تعالیٰ نے حضور کی دعا کو قبول فرمایا اور ایسے حالات پیدا کر دیئے کہ اسی روز شام 5 بجے اجازت نامہ آ گیا اور تمام خطابات پہلی مرتبہ قادیان سے ایم ٹی اے پر براہ راست نشر ہوئے۔

(ہفت روزہ البدر قادیان 19 مئی 2022ء صفحہ 22)

اس کے 3 ماہ بعد 28؍اپریل 2006ء کو زمین کے کنارے فجی سے حضور کا خطبہ جمعہ زمین کی تمام بلندیوں اور پستیوں میں نشر ہوا جسے فجی کے نیشنل ٹی وی نے بھی Live نشر کیا۔ حضور نے 2؍مئی 2006ء کو جزیرہ تاویونی پر لوائے احمدیت لہرایا جہاں سے Date Line گزرتی ہے۔ پس قادیان سے زمین کے کناروں تک اور زمین کے کناروں سے تمام دنیا تک مسیح موعودؑ کے پیغام کا ابلاغ احمدیت کے مواصلاتی اور فضائی دور کا ایک نیا سنگ میل ہے۔

یہ بات بھی حیرت انگیز ہے کہ مختلف قوموں کے نزدیک زمین کے جو بھی کنارے ہیں خواہ وہ فجی ہو یا ماریشس یا آئرلینڈ یا قطب شمالی کے قریب امریکہ اور کینیڈا کے علاقے۔ ان سب جگہوں پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ نے مسیح موعودؑ کا پیغام پہنچانے کا اعزاز بخشا ہے۔ اور سب جگہوں سے حضور کے خطبات جمعہ اور دیگر خطابات براہ راست نشر ہوتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے جو یہ وعدہ فرمایا کہ ''میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا'' دیکھو کس شان سے پورا فرمایا ہے۔ ہمارے وہم وگمان میں بھی یہ بات نہیں آسکتی تھی۔ کل پرسوں کی بات ہے ہم ریڈیو کی باتیں کرتے تھے تو اپنے اندر یہ قدرت نہیں پاتے تھے کہ ہم کوئی انٹرنیشنل ریڈیو ہی قائم کرسکیں کجا وہ دن اور کجا وہ تین سال کے عرصے میں یہ احمدیت کے قافلے کا چھلانگتا ہوا سفر جو پہلے زمین پر چھلانگیں مار رہا تھا اب آسمانوں پر اڑنے لگا ہے اور آسمان سے پھر زمین پر اترتا ہے اور پیغام لے کر پھر اپنے سفر پر رواں دواں ہوتا ہے۔ یہ نظام خدا نے ہمیں عطا فرمایا ہے اور اس الہام کی برکت ہے۔''

(ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل 27؍جون 1997ء)

ایک دور افتادہ گاؤں سے عالمی شہرت کا سفر

1900ء میں جب بیسویں صدی عیسوی کا آغاز ہوا تو جماعت احمدیہ کی عمر 11 سال کی تھی۔ ہندوستان میں چنیدہ سعید روحوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھوں پر بیعت کر لی تھی اور ہندوستان سے باہر کئی ممالک میں آپ کا پیغام پہنچ چکا تھا۔ کئی احمدی بھی موجود تھے مگر کہیں بھی کوئی تنظیمی ڈھانچہ وجود میں نہیں آیا تھا۔

وسیع وعریض انڈیا کے ایک صوبہ پنجاب کے ایک غیر معروف ضلع کے ایک دور افتادہ گاؤں مرکز احمدیت قادیان کی کل آبادی چند سو گھرانوں پر مشتمل تھی۔ جن میں سے اکثر خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سخت معاند اور جانی دشمن تھے۔ قادیان پہنچنا کارے دارد تھا۔ سعید روحیں گڑھوں بھرے راستوں سے گزر کر درحبیب پہ آتی رہیں۔ مگر یہ تعداد بہر حال محدود تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اپنے خدام سے رابطہ قادیان آنے والے زائرین سے بالمشافہ ملاقاتوں کے علاوہ مندرجہ ذیل طریق پر تھا۔

حضورؑ کے اسفار

حضورؑ کی کتب، اشتہارات اور خطوط

اخبار الحکم 1897ء میں امرتسر سے اور 1898ء میں قادیان سے شائع ہونا شروع ہوا اور بالکل بچپن کی حالت میں تھا۔ اس وقت قادیان میں صرف ایک قدیم طرز کا پریس تھا۔ جس کی بنیاد 1895ء میں ڈالی گئی تھی اور اس کی حالت بھی ناگفتہ بہ تھی۔

اس زمانہ کے ہندوستان میں رسل و رسائل کا نظام بھی بہت کمزور تھا۔ اس لئے نہ صرف یہ کہ حضورؑ کی کتب و اشتہارات کی اشاعت بھی بہت محدود تھی۔ ان کا ہر احمدی تک پہنچنا ممکن نہیں تھا بلکہ اردو، عربی اور فارسی زبانوں سے نابلد دنیا کے لئے سمجھنا مشکل تھا۔ ان سب مشکلات پر مستزاد یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت زبانی دعووں سے گزر کر پرتشدد دور میں داخل ہو چکی تھی۔

1900ء میں حضورؑ کے گھر اور مسجد مبارک کو ملانے والا راستہ مخالفین نے دیوار کھینچ کر بند کر دیا جو کئی ماہ کی عدالتی کارروائیوں کے بعد کھولا گیا۔ 1901ء میں کابل میں حضرت مولوی عبد الرحمٰن صاحبؓ کو شہید کر دیا گیا اور دو سال بعد 1903ء میں حضرت صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب شہیدؓ کی شہادت کا المناک حادثہ رونما ہوا۔ اس پس منظر میں کون کہہ سکتا تھا کہ تحریک احمدیت نہ صرف زندہ رہے گی بلکہ اس کا زندگی بخش پیغام ایک عالم کی حیات نو کا نقیب بن جائے گا۔ دُنیا تو ہر لحہ احمدیت کو موت کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھ رہی تھی مگر آسمان کا خدا کہہ رہا تھا:

''میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا'' اور ''ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پئے گی'' اور ''خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں ہیں، کیا یورپ اور کیا ایشیا، ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور دین واحد پر جمع کرے۔''

اور آج ہم اکیسویں صدی کے پہلے ربع پر کھڑے ہیں۔ تاریخ کی آنکھ جماعت احمدیہ کو ایک بالکل مختلف انداز میں دیکھ رہی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام زمین کے کناروں تک گونج رہا ہے دنیا کے 213 ملکوں میں اس کا پرچم لہراتا ہے۔ جماعت احمدیہ ہر ملک میں سینکڑوں مضبوط جماعتوں کی شکل میں قائم ہے۔ اس کا طوعی رضا کارانہ مالی نظام مستحکم بنیادوں پر استوار ہے۔ یہ تمام فرقوں میں سب سے زیادہ منظم فرقہ ہے۔ ہر سال لاکھوں افراد بیعت کر کے اس میں شامل ہو رہے ہیں۔ اس کے عالمی مواصلاتی نظام کے ذریعہ ساری جماعت ایک ہاتھ پر جمع ہے۔ اس کے امام اور عام فرد میں کوئی فاصلہ نہیں رہا۔ ہر احمدی اپنے امام کی تازہ ترین ہدایات اور تحریکات سے ہمہ وقت آگاہ رہ سکتا ہے۔ اس مضمون کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یوں بیان فرمایا ہے:

اِک قطرہ اُس کے فضل نے دریا بنا دیا
میں خاک تھا اُسی نے ثریا بنا دیا

جماعت احمدیہ کی زندگی کے یہ دو مناظر مذہب کے طالب علم کے لئے دلچسپ موازنے کا گہرا سامان اپنے اندر رکھتے ہیں۔

پہلا دور گویا احمدیت کا تخم زمین میں بونے کا دور تھا اور آج اس تناور اور مضبوط درخت کے فضاؤں میں بلند ہونے کا دور ہے۔ اسی دور کو ہم احمدیت کے فضائی دور کے نام سے یاد کر سکتے ہیں اور اس دور کا سہرا ایم ٹی اے کے سر ہے۔

(جاری ہے)

مبارک احمد منیر۔ نمائندہ الفضل برکینا فاسو

اللہ کی ڈور سے بندھے ڈوری کے لوگ

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے خاکسار کو ڈوری کے علاقہ میں تین سال سے زائد عرصہ خدمت کی توفیق ملی۔اس دوران جہاں مخلص حضرات کے اخلاص وفا کے نظارے دیکھنے کو ملے وہاں ان کی عقیدت و پختہ ایمان کی مثالیں بھی دیکھنے کو ملیں۔ اکثر دیکھنے میں آیا غریب افراد جماعت جن کے پاس کوئی باقاعدہ روزگار نہیں تھا، لیکن جب بھی کوئی جماعتی پروگرام ہوتا تو بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ ان کو دیکھ کر رشک آتا کہ یہ لوگ کیسے اس صحرائی علاقہ میں اخلاص میں اتنے بڑھ گئے ہیں کہ ثُلَّةٌ مِّنَ الۡاَوَّلِيۡنَ کی مثالیں دوبارہ قائم کر رہے ہیں۔ چنانچہ اس مضمون میں ان لوگوں کے اخلاص و وفا، ایمان کی پختگی اور توکل علی اللہ کے بعض واقعات پیش کیے جائیں گے۔چنانچہ سب سے پہلا واقعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زبان مبارک سے پیش خدمت ہے:

’’برکینا فاسو سے مبارک منیر صاحب مبلغ لکھتے ہیں کہ Peygou جماعت کے ایک مخلص احمدی الحاج ابراہیم کے دو بچے کچھ عرصہ سے بیمار تھے۔کافی علاج کروایا لیکن بہتری نہیں ہو رہی تھی۔ایک دن ہمارے معلم صاحب نے انہیں مالی قربانی کی تحریک کی۔ تو انہوں نے اپنی استطاعت کے مطابق چندہ دیا اور دعا کی کہ اے اللہ! میری قربانی کو قبول فرما اور میری اولاد کو جلد صحت یاب کر دے۔ کہتے ہیں کہ چند دن بعد ہی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان بچوں کی حالت کافی حد تک بہتر ہونے لگی۔ایک بچہ تو بالکل ٹھیک ہوگیا ہے اور دوسرے بچے میں کافی حد تک بہتری ہے۔ان کو بھی یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس قربانی کو قبول فرماتے ہوئے یہ برکت عطاء فرمائی۔‘‘

(خطبہ جمعہ مؤرخہ 9/ نومبر 2018ء)

ہر مذہب کی ابتداء میں بہت سے لوگ ایمان لے آتے ہیں لیکن سچے اور کھرے کی تمیز اس وقت ہوتی ہے جب قربانی دینی پڑے خواہ وہ قربانی مالی ہو، جسمانی ہو یا وقت کی ہو، بہت سے لوگ ایسے مواقعوں پر پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔ ایسے ہی جماعت احمدیہ میں بھی افراد جماعت کا اخلاص اس وقت نکھر کر سامنے آتا ہے جب لوگ مالی قربانی کر کے اپنے گھروں اور کاروبار کا ہرج کر کے جلسہ سالانہ پر جاتے ہیں۔چنانچہ ڈوری ریجن سے ہر سال سینکڑوں کی تعداد میں افراد جماعت جلسہ سالانہ کے لیے ڈوری سے دارالحکومت واگاڈوگو جاتے ہیں۔ ان میں کئی بہت غریب ہونے کے باوجود جلسہ سالانہ کے لیے خاص اہتمام کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بھی ان کے ساتھ خاص ہی سلوک کرتا ہے۔ان کے لیے غیب سے سفر کے اخرجات کے انتظامات کر دیتا ہے۔

مہدی آباد کے افراد جماعت خاص طور پر اس کا اہتمام کرتے ہیں۔ ہر سال صرف مہدی آباد سے ہی ڈیڑھ سو سے زائد افراد جلسہ سالانہ کے لیے آتے تھے۔ایک سے زائد بس صرف مہدی آباد سے ہی ہوتی تھی اور وہ بس کھچا کھچ بھری ہوتی تھی جس میں تل دھرنے کی جگہ نہیں ہوتی تھی۔ ہر ماں کے ساتھ دو دو بچے، مرد کھڑے ہوتے تھے۔یہ سب قربانی مسیح پاک کی محبت اور الٰہی سلسلہ کے لیے ہی کی جاتی تھی۔حضرت مسیح موعودؑ کا یہ الہام کہ ینصرك رجال نوحي اليهم من السماء کئی رنگوں میں پورا ہوتا نظر آتا تھا۔

خاکسار نے ڈوری میں مشاہدہ کیا کہ کئی افراد جماعت جو انتہائی غریب تھے، جلسہ پر جانے کے لیے کئی ماہ پہلے سے ہی ہر جمعہ پر تھوڑے تھوڑے پیسے جمع کروانے شروع کر دیتے۔ان میں ڈوری شہر کے ایک مخلص احمدی یاترا اکمد (Yattara Akmud) ہیں،ان کا کوئی باقاعدہ روزگار نہیں تھا لیکن محنت مزدوری کر کے یہ ہر جلسہ اور ہر اجتماع پر جانے کے لیے تیار ہوجاتے تھے۔ایک دفعہ مشن تشریف لائے اور کہا کہ اس دفعہ میرے پاس کرایہ کے لیے مکمل پیسے نہیں ہیں لیکن خواہش ضرور ہے کہ جلسہ پر جاؤں، اس لیے اگر آپ میری مدد کر دیں تو میں واپس آ کر بقایا پیسے دے دوں گا۔ چنانچہ ہم جلسہ پر گئے اور خاکسار بالکل بھول گیا کہ انہوں نے کوئی قرض لیا تھا۔ کچھ مہینوں کے بعد جمعہ پر ملے تو خاکسار کو پیسے دیے کہ یہ آپ کے پیسے ہیں، خاکسار بہت حیران ہوا کہ میرے کونسے پیسے ہیں۔ اس پر انہوں نے یاد دلایا کہ جلسہ کے موقع پر انہوں نے قرض لیا تھا۔

2016ء میں خدام الاحمدیہ برکینا فاسو کے سالانہ اجتماع پر پروگرام بنایا گیا کہ تمام ریجنز سے خدام سائیکلوں پر دارالحکومت پہنچیں۔ چنانچہ خدام کی ایک بڑی تعداد ڈوری سے بھی سائیکلوں پر 268 کلومیٹر کا سفر طے کر کے واگاڈوگو پہنچے۔جن سائیکلوں پر خدام پہنچے ان کی حالت دیکھنے والی تھی۔ کسی بھی سائیکل کی کوئی بریک نہیں تھی۔ ٹائیروں پر ٹاکیاں باندھی ہوئی تھیں، گدیاں پھٹی ہوئیں، انتہائی پرانے سائیکل لیکن جذبہ بھرپور تھا۔ یہ جوش اور جذبہ کس نے پیدا کیا، یہ سب اسی خدا کی پیدا کی ہوئی محبت والفت تھی جس نے آج سے چودہ سو سال پہلے عرب کے ریگستانوں میں رہنے والے لوگوں کے دلوں میں پیدا کر دی تھی۔جنھوں نے سید الانبیاء خاتم المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی تھی۔ اس پیروی سے جو انقلاب صحابہ میں پیدا ہوا اس کے آثار اب مسیح و مہدی امام وقت کے ماننے والوں میں بھی نظر آتے ہیں۔

ڈوری کی جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مخلص جماعت ہے اور یہ لوگ شریعت کے احکامات پر بڑی دلجمعی اور سختی سے عمل کرنے والے ہیں۔ڈوری سے چند کلومیٹر دور ایک گاؤں Korea کوریا ہے وہاں ایک مخلص احمدی رہتے تھے جن کو الحاجی کوریا کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔ ان کے پاس بہت سے جانور تھے۔ چنانچہ وہ مخلص احمدی ہر سال باقاعدگی سے جانوروں کی زکوٰۃ نکالتے اور آ کر رسید کٹواتے اور پھر اس کے علاوہ فصل پر بھی ہر سال زکوٰۃ دیتے۔ اس طرح ہر سال صرف ان کی طرف سے ہی تین لاکھ فرانک کے قریب زکوٰۃ دی جاتی۔ یہ ان کا اخلاص ہی تھا جو کہ وہ اپنے گاؤں میں غیر احمدی حضرات اور فیملی کی مخالفت کے باوجود مشن باقاعدگی سے جمعہ پڑھنے آتے اور مالی قربانی بھی کرتے۔

اس طرح ڈوری سے تقریباً تیس کلومیٹر دور ایک گاؤں ٹوکا (Touka) میں مخلص احمدی جیالو ابوبکر رہتے تھے۔ پورے گاؤں میں ایک ہی احمدی گھر تھا۔شدید مخالفت تھی۔ یہ ہر جمعہ ڈوری شہر جمعہ کی نماز

پڑھنے کے لیے آتے تھے۔ یہ جمعہ پر اتنی باقاعدگی سے آتے تھے کہ اگر وہ نہ آئیں تو ضرور فکر لاحق ہوتی کہ ضرور کوئی مسئلہ ہوا ہوگا جس کی وجہ سے وہ جمعہ پر نہیں آسکے۔ پورے گاؤں میں اکیلا احمدی گھر ہونے کی وجہ سے ان کی بھی شدید مخالفت تھی۔ گاؤں کا مولوی بہت برا بھلا کہتا رہتا تھا اور کافی دباؤ ڈالتا تھا کہ احمدیت چھوڑ دو اور ہماری مسجد میں میری اقتدا میں نماز پڑھو۔لیکن یہ مخلص احمدی اپنے گھر میں الگ فیملی کے ساتھ نماز پڑھتے تھے اور مشکل حالات کے باوجود اپنے عہد پر قائم تھے۔ایک دفعہ خاکسار اس گاؤں کے دورے پر گیا تو مختلف غیر احمدی حضرات کو ملنے بھی گیا۔ اس طرح راستہ میں جاتے ہوئے غیر احمدی مسجد کے سامنے سے گزرے تو وہاں کے امام نے خاکسار کو بلایا اور کہا کہ سارا گاؤں میرے پیچھے نماز پڑھتا ہے لیکن ابوبکر اور اس کے گھر والے میرے پیچھے کیوں نماز نہیں پڑھتے اور اس کے علاوہ بھی برا بھلا کہا۔اس پر خاکسار نے جواب دیا کہ اگر کوئی تمہارے باپ کو گالیاں دے کیا تم اس کے پیچھے نماز پڑھو گے؟اللہ تعالیٰ نے وقت کے امام کو بھیج دیا ہے اور تم لوگ اس کی مخالفت اور بدزبانی بھی کرتے ہو تو کیسے تمہارے پیچھے نماز پڑھی جا سکتی ہے اور نماز تو اللہ تعالیٰ کے لیے پڑھی جاتی اور اس نے ہی قبول کرنی ہے جب اس کے فرستادہ کو ہی نہیں مان رہے تو تمہارے پیچھے نماز پڑھ کر تو ضائع کرنے والی ہی بات ہے۔اس پر وہ کہتا جاؤ جاؤ یہاں سے چلے جاؤ اور ہم وہاں سے آ گئے۔

ڈوری شہر میں جماعت کے مشن ہاؤس کے چوکیدار جن کا نام عبدالحئ تھا اور یہ نئے احمدی تھے لیکن جتنی جلدی انہوں نے اخلاص میں ترقی کی ہے اس کی مثال بہت کم دیکھنے میں آتی ہے۔ خاکسار کا جب ڈوری تبادلہ ہوا تو اپنے چوکیدار کے ساتھ اکثر ڈوری کے بازار جانے کا موقع ملتا۔ خاکسار یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ مشن کے چوکیدار پورے شہر میں احمدیہ کے نام سے مشہور تھے۔شروع میں تو خاکسار نے سمجھا کہ شاید ویسے ہی کسی نے دیکھ کر آواز لگائی ہے لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ ہمارے چوکیدار کو بلاتے ہی احمدیہ کے نام سے ہیں اور ان کے اصل نام کو بہت کم لوگ جانتے ہیں۔عبدالحئ انتہائی ایماندار شخص تھا۔ خاکسار تین سال ڈوری میں رہا اور سارا مہینہ جماعتی اور ذاتی اخراجات عبدالحئ کے ذریعہ ہی ہوتے۔ ہمیشہ ایک ایک روپے کا حساب رکھتا۔ کئی دفعہ یوں بھی ہوتا ہے کہ پیسے ختم ہونے پر اپنی جیب سے پیسے خرچ کرتا رہتا اور جب ہم پیسوں کا حساب کرتے اس وقت بتاتا کہ جماعتی پیسے ختم ہوگئے تھے اس لیے میں نے ذاتی پیسے لگائے ہیں۔ ایک دو دفعہ ایسا بھی ہوا کہ حساب کرتے ہوئے یہ واضح نہیں ہوا کہ کتنے پیسے رہتے ہیں تو عبدالحئ نے خود کہا آپ میرے طرف ہی زائد پیسے رکھیں کیونکہ یہ نہ ہو کہ چند پیسوں کے لیے میرے پر سے اعتماد ختم ہوجائے۔عبدالحئ میں بہت سی خصوصیات تھیں، میں نے دیکھا کہ بعض دفعہ جب اس کے مالی حالات خراب ہوتے تو یہ کئی کئی دن روزے رکھتا، راتوں کو نوافل پڑھتا اور کثرت سے قرآن مجید پڑھتا۔ ان پڑھ ہونے کے باوجود ایسے ایمان والے کم لوگ ہی ہوتے ہیں۔تبلیغ کا جوش بہت تھا۔

اکثر ہمارے معلمین کی تقاریر سن کر حوالے یاد کر لیے تھے چنانچہ بعض دفعہ ایسے ایسے جواب دیتا کہ حیرانی ہوتی۔

ایسے ہی ایک مخلص احمدی ڈیکو حمیدو نے اپنا واقعہ بیان کیا کہ وہ سوناڈھونڈنے کا کام کرتے تھے۔ اسی پر گزر بسر تھی بعض دفعہ بہت دنوں کی محنت شاقہ کے بعد بھی سونا نہیں ملتا تھا۔ اسی طرح کچھ مہینوں سے ان کے مالی حالات ٹھیک نہیں تھے۔ سونا نہیں مل رہا تھا۔ بے انتہا محنت کے باوجود کچھ عرصہ سے کوئی خاطر خواہ کامیابی نہیں ہوئی۔ اسی اثناء میں معلم صاحب کی طرف سے جلسہ سالانہ پر جانے کی تحریک کی گئی۔ اس پر ان کا کہنا تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے کوئی سبب بنا دیا تو ضرور جاؤں گا۔ جلسہ سالانہ میں تین دن رہ گئے تھے کہ ان کو سونا مل گیا جس کی مالیت تقریباً ایک لاکھ فرانک تھی۔ چنانچہ یہ اپنی بیوی بچوں کے ساتھ جلسہ پر گئے اور اپنا موٹر سائیکل بھی ٹھیک کروایا جو کہ کچھ عرصہ سے خراب تھا۔ ان کا کہنا تھا کہ جلسہ سے واپس آ کر بھی وہی صورت حال ہوگئی کہ کافی عرصہ تک پھر سونا نہیں ملا۔ ان کے لیے یہ ایک معجزہ تھا کہ جب الٰہی سلسلہ کا کام تھا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے پیسوں کا انتظام کر دیا اور انہیں جلسہ میں شمولیت کی توفیق مل گئی۔ لیکن اس کے بعد وہی صورت حال پیدا ہوگئی۔

اسی طرح ایک اور مخلص احمدی جن کا نام عمر تھا، نے بیان کیا کہ جلسہ سالانہ 2018ء کے لیے ان کے پاس پیسے نہیں تھے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے بھائی جو کہ مالی میں کام کرتے تھے اور ان کا کاروبار بھی سونا ڈھونڈنا تھا، کو فون کیا کہ میری مدد کریں کیونکہ میں جلسہ پر جانا چاہتا ہوں۔ اس پر ان کے بھائی نے کہا کہ میں اس وقت کام کے لیے جا رہا ہوں اور اللہ جانتا ہے کہ میرے پاس کھانے کے لیے بھی پیسے نہیں ہیں، اس لیے میں آپ کی مدد نہیں کرسکتا۔ چنانچہ عمر صاحب بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے گھر سے کچھ جانوروں کا چارہ وغیرہ بیچا اور جلسہ میں شمولیت اختیار کی۔ جب جلسہ سے واپس آئے تو ان کو ان کے بھائی جو کہ مالی میں تھے، کا فون آیا کہ جیسا کہ تم نے مدد مانگی تھی اور اس وقت میرے پاس کوئی پیسے نہیں تھے۔ لیکن الحمدللہ اب مجھے سونا مل گیا ہے چنانچہ میں کچھ پیسے بھیج رہا ہوں تا کہ اس سے موٹر سائیکل خرید سکو۔ چنانچہ انہوں نے پانچ لاکھ فرانک سیفا بھیجے جس سے انہوں نے موٹر سائیکل بھی خریدا اور باقی کام بھی کیے۔ ان کا کہنا تھا کہ یہ جلسہ کی برکات ہی تھیں جس سے اللہ نے اس پر فضل کیا۔ الحمدللہ علیٰ ذالک

خلیفہ وقت کی دعاؤں سے پانی کا مسئلہ حل ہوگیا

ریجن ڈوری میں سیبا (seba) کے علاقہ کی طرف ایک گاؤں ویندے علی (wende ali) ہے۔ ہمارے معلم صاحب کا کہنا ہے کہ میں دورہ پر گیا تو گاؤں والوں کا کہنا تھا کہ تقریباً 30سالوں سے ہم پانی نہ ہونے کی وجہ سے بہت پریشان ہیں۔ دس سے زائد دفعہ بور کیا گیا ہے لیکن پانی نہیں نکلتا جس کی وجہ سے شدید پریشانی کا سامنا ہے۔ معلم صاحب نے ان کو توجہ دلائی کہ خلیفۃ وقت کو خط لکھیں ان شاء اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائے گا اور پانی نکل آئے گا۔ اس پر گاؤں والوں نے حضور کو خط لکھا کہ دعا کریں کہ ہمارے گاؤں میں پانی نکل آئے۔ چنانچہ اس کے بعد دوبارہ پانی کی تلاش کی گئی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت اچھی مقدار میں پانی نکل آیا۔ اور پانی کا مسئلہ جو کہ ایک لمبا عرصہ سے چلا آرہا تھا، وہ ختم ہوگیا۔ گاؤں میں احمدی افراد کے علاوہ غیر احمدی افراد بھی بہت خوش تھے اور سب کا برملا کہنا تھا کہ ان کا مسئلہ خلیفۃ وقت کو خط لکھنے کے بعد ہی حل ہوا اور خلیفۃ وقت کی دعاؤں سے ان کے گاؤں میں پانی نکل آیا۔ الحمدللہ علیٰ ذالک

ریجن ڈوری کی ایک جماعت گورم گورم کے ممبر احمد ورمگالے نے خاکسار سے ذکر کیا کہ وہ ریجن ڈوری میں موجود سونے کی کان میں عام سے مزدور تھے۔ اور بہت سی مشکلات میں گھرے رہتے تھے، مالی حالات بھی کوئی اچھے نہ تھے۔ چنانچہ ہمارے معلم صاحب کی بار بار کی نصیحت پر انہوں نے چندہ دینا شروع کر دیا۔ چنانچہ اس سال انھوں نے خود دیکھا کہ چندہ کی برکت سے ان کے حالات اچانک تبدیل ہونا شروع ہوگئے۔ ان کو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اپنے دفتر میں ترقی مل گئی اور افسر بن گئے، اس کے ساتھ ان کی تنخواہ میں بھی بے شمار اضافہ ہوگیا۔ وہ کہتے ہیں ان کی زندگی بہت خوشحال ہوگئی اور اب انہوں نے اپنی ذاتی گاڑی بھی خرید لی۔ اس کے علاوہ انہوں نے مزید کاروبار بھی شروع کر دیے اور ڈوری شہر میں ایک اور گھر بھی بنالیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایمان میں اتنی ترقی کی ہے کہ وصیت بھی کر لی۔

ریجن ڈوری کی ایک جماعت اوروبانگابے (OROBANGABY) کے افراد بیان کرتے تھے کہ پہلے وہ چندہ بہت کم دیتے تھے۔ لیکن مشنری کی بار بار کی نصیحت سے انہوں نے چندہ دینا شروع کر دیا۔ چنانچہ ایک سال پہلے تک ان کی طرف سے ٹوٹل زکوٰۃ 125000فرانک سیفا آتی تھی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے بعد میں ایسا فضل کیا کہ اگلے سال ان کی فصل میں اتنی برکت پڑی اور اتنی اچھی فصل ہوئی کہ تین لاکھ فرانک سیفا زکوٰۃ دی۔ چنانچہ اس بات نے ان کے اپنے ایمان میں بھی بے شمار اضافہ کیا اور ان کا جماعت کے ساتھ تعلق دن بدن بڑھتا چلا گیا۔

یہ چند مثالیں پیش کی گئیں جن سے ان کے حالات و واقعات کا آسانی سے پتہ چل سکتا ہے۔ ان کے ایمان میں اتنی تبدیلی پیدا ہونا جبکہ انہوں نے امام مہدی کو ملے تک نہیں صرف ان تک نام اور تصویر پہنچی نیز ان کی زبانیں بھی مختلف ہونا یہاں تک کہ جنہیں فرنچ زبان بھی نہ آتی ہو اور اس کے باوجود جماعت کے ساتھ اتنے تھوڑے عرصہ میں مضبوط تعلق بن جانا کوئی چھوٹی بات نہیں۔ یہ تب تک نہیں ہوسکتا جب تک کہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے لوگوں کے دل نہ بدلیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ڈوری علاقہ کے احمدی سارے افریقہ کے لیے نمونہ بن جائیں اور آنے والی نسلیں ان کی مثالیں دیں اور سبق سیکھیں۔ آمین

ادارہ الفضل آن لائن کی کتب

1. اسلامی اصطلاحات کا برمحل استعمال
2. ارشادات حضرت مسیح موعود بابت مختلف ممالک و شہر
3. جماعت احمدیہ کے ذریعے اسلام کی نشاۃ ثانیہ میں خلافت خامسہ کا عظیم الشان کردار اور معیت الٰہی
4. ذیلی تنظیموں کا تعارف اور ان کے مقاصد
5. ارشادات نور
6. جماعت احمدیہ کا نظام خلافت
7. دعا، ربوبیت اور عبودیت کا ایک کامل رشتہ ہے
8. قرآنی انبیاء
9. معلمین وقف جدید کے لیے مشعل راہ
10. اداریے جلد 1
11. اداریے جلد 2
12. اداریے جلد 3
13. واقعۂ افک
14. کتاب تعلیم
15. مجددین اسلام تعارف و کارہائے نمایاں
16. میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا
17. حیات نور الدین
18. جامع المناھج والاسالیب
19. مقام وعظمت خلافت
20. الفضل کی اہمیت، افادیت اور قلم کے استعمال کی ترغیب
21. مسز ناصر کی کہانی مسز ناصر کی زبانی
22. قرآن کی سورتوں کا تعارف
23. سیدنا حضرت امیرالمؤمنین کا دورۂ امریکہ 2022ء
24. ربط ہے جان محمد صلی اللہ علیہ وسلم
25. سیدنا مصلح موعودؓ

یہ تمام کتب الفضل آن لائن کی ویب سائٹ پر پڑھی جاسکتی ہیں: https://www.alfazlonline.org/adaraykikutub/

اعلان دعا

مکرمہ سعیدہ خانم۔ سسکاٹون کینیڈا سے یہ اعلان بھجواتی ہیں:

خاکسار کے میاں مکرم نصیر محمد خان (مجلس بیت الرحمت سسکاٹون) کو گزشتہ دنوں گرنے کے باعث سر میں دو فریکچر ہوگئے ہیں اور شدید چوٹوں کی وجہ سے سر کے اندر خون جمع ہوگیا ہے۔ یہ سسکاٹون کے مقامی ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ ان کی مکمل صحت یابی کے لئے قارئین کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار الفضل کی وساطت سے جماعت احمدیہ سسکاٹون کی خصوصاًاور دیگر احباب جماعت جنہوں نے دنیا بھر سے دعاؤں کے پیغامات بھیجے ہیں کی بے حد شکر گزار ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے اور ان کی دعائیں قبول فرمائے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس پیاری جماعت کو ترقیات سے نوازتا چلا جائے۔ آمین

حلیم خان شاہد۔ مربی سلسلہ کٹک اڈیشہ انڈیا

اسلحہ کی دوڑ و راہ نجات

کرو توبہ کہ تا ہو جائے رحمت
دکھاؤ جلد تر صدق و انابت
کھڑی ہے سر پہ ایسی ایک ساعت
کہ یاد آ جائے گی جس سے قیامت

(سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

سیاسی میدان ہو یا سائنس اور ٹیکنالوجی کا میدان غرضیکہ زندگی کے ہر شعبہ میں دن دگنی اور رات چوگنی ترقی دیکھنے میں آئی ہے۔ ایک طرف انسان نے نت نئی ایجادات کے نتیجے میں بنی نوع انسان کو سہولیات کے لحاظ سے بام عروج تک پہنچایا تو دوسری طرف انسانیت کے قاتلوں نے اقتدار کی ہوس میں اپنی ایجادات کے غلط استعمال کے نتیجے میں لاکھوں انسانوں کو موت کے گھاٹ اتارا ہے۔ ’’ایٹم بم‘‘ انہی ایجادات میں سے ایک ایسی انوکھی ایجاد ہے چنانچہ کسی ایک سائنسدان کو ایٹم بم کا موجد نہیں کہا جا سکتا۔ البتہ قرعہ فال اگر ایک شخص کے نام نکالنا ہو تو وہ جے رابرٹ ہیں۔ ’’ایٹم بم‘‘ کے غلط استعمال کے نتیجے میں ایسی ہولناک اور بھیانک تباہی و بربادی ہوئی کہ گذشتہ تمام تاریخ ایسی نظیر لانے سے قاصر ہے۔

تاریخی طور پر اسلحے بنانے کا سہرا امریکہ کے سر ہے جس نے دنیا کو اس نئی ٹیکنالوجی سے متعارف کیا۔ اس دوڑ میں روس بھی کسی سے کم نہیں۔ اس کے علاوہ برطانیہ، فرانس اور چین بھی ان ممالک میں شامل ہیں جنہوں نے اسلحے کی دوڑ میں باقی دنیا کو پیچھے چھوڑ دیا۔ دنیا کے چند خطرناک ممالک اپنے خطرناک تیور کے ساتھ دوسرے کمزور ممالک پر اپنے حجم کو بڑھانے کیلئے اسلحے کی اس دوڑ میں شامل ہو رہے ہیں جن میں اسرائیل، ہندوستان اور شمالی کوریا کے ادارے خطرناک لگتے ہیں۔ اس خطرناک ترین مواد کی موجودگی سے دنیا کو لاحق معدومی یا تباہی کا خطرہ بڑھ رہا ہے اور اگر خدانخواستہ کسی نے اس کو چھیڑ دیا تو پھر دنیا کا کیا ہو گا جیسا کہ اگست 1945ء میں امریکہ نے جنگ میں اس وقت ہلچل پیدا کی جب اچانک اس نے B-29 کے ذریعے دنیا کے سب سے بڑے بم فیٹ مین کو ہیروشیما پر 6/ اگست کو گرا دیا۔ اس وقت کسی کو اس تباہی کا اندازہ نہیں تھا۔ خود جنہوں نے اس بم کو بنایا وہ بھی اس کو آزمانا چاہتے تھے۔ بم کے استعمال نے جنگ کا خاتمہ تو کر دیا لیکن اس نے باقی ممالک کو اس دوڑ میں شریک ہونے پر اکسایا اور یوں خطرناک ہتھیاروں کی دوڑ شروع ہوئی۔ اب تو یہ حال ہے کہ دنیا کے بڑے ممالک کے ساتھ چھوٹے ممالک بھی ان بموں اور میزائلوں سے لیس ہیں۔ ہر کوئی ان بموں اور میزائلوں کو دفاع کا نام دے کر پاس رکھنے کی باتیں کرتا ہے مگر حقیقت میں یہ وہ بدمعاشی ہے جس کے ذریعے دنیا کے اندر اپنی طاقت کی دھاک بٹھا کر یہ ممالک اپنی اجارہ داری قائم کرنا چاہتے ہیں۔

سنہ 2020ء کے دوران دنیا بھر کے ملکوں میں کورونا وبا کے دوران لاک ڈاؤن کی وجہ سے اشیا کی طلب میں کمی واقع ہوئی اور صارفین میں بیزاری و پریشانی کا عنصر نمایاں رہا۔ Covid-19 کی بیماری نے دنیا بھر میں معیشت کو شدید کمزور کیا اور عالمی اقتصادی صورت حال میں گراوٹ دیکھی گئی۔ ان تمام مشکلات اور رکاوٹوں کے باوجود ایک ایسا بھی شعبہ ہے جس میں کاروبار پھیلتا پھولتا رہا۔ یہ شعبہ ہتھیار سازی اور اس کی فروخت کا شعبہ ہے۔ اس شعبے سے وابستہ دنیا کی ایک سو بڑی کمپنیوں کو اربوں ڈالر کا فائدہ ہوا۔

اسٹاک ہوم انٹرنیشنل پیس ریسرچ انسٹی ٹیوٹ نے (سپری) اپنی سالانہ رپورٹ میں انکشاف کیا ہے کہ کورونا کی وباء کے باوجود عالمی سطح پر اسلحے اور فوجی خدمات کی فروخت میں مسلسل چھٹے برس بھی اضافہ دیکھا گیا۔ سال 2020ء میں دنیا کی 100 بڑی اسلحہ ساز کمپنیوں کی آمدنی 1.3 فیصد اضافے کے ساتھ 531 ارب ڈالر کی بلند ترین سطح پر پہنچ گئی۔

رپورٹ کے مطابق کورونا نے عالمی معیشت کا بیڑہ غرق کر دیا مگر اسلحہ سازی کی صنعت کا کچھ نہ بگاڑ سکا اور دنیا بھر میں جنگیں رُکیں نہ تنازعات تھمنے کی امید نظر آئی اور اسلحے اور فوجی خدمات کی فروخت میں مسلسل چھٹے برس بھی زبردست اضافہ رہا۔

اسلحہ کی اس دوڑ پر نظر ڈالنے کیلئے جب قرآن پاک میں ایسی دو قوموں کا ذکر پڑھا جاتا ہے جنکی دنیوی ترقیات کی طرف ان الفاظ میں اشارہ کیا گیا ہے ’’وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ‘‘ یعنی وہ ترقی کی تمام بلندیوں سے گزر جائیں گے تو بے ساختہ سائنس اور ایجادات کی انگلی انہیں دو قوموں یعنی روس اور امریکہ کی طرف اشارہ کرنے لگتی ہے تو کیا خدا کی بتائی ہوئی تمام نشانیاں ظہور میں نہیں آئیں؟

اللہ تعالیٰ نے آج سے چودہ سو سال پہلے اس کی خبر اپنے فرستادہ کے ذریعہ ہمیں دی کہ:

اَلْقَارِعَةُ ﴿۲﴾ مَا الْقَارِعَةُ ﴿۳﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْقَارِعَةُ ﴿۴﴾ يَوْمَ يَكُوْنُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ ﴿۵﴾ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ ﴿۶﴾ فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ ﴿۷﴾ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ﴿۸﴾ وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ﴿۹﴾ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ ﴿۱۰﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا هِيَهْ ﴿۱۱﴾ نَارٌ حَامِيَةٌ ﴿۱۲﴾

(القارعہ: 1-12)

(دنیا پر) ایک شدید مصیبت (آنے والی ہے) اور تجھے کیا معلوم کہ وہ مصیبت کیسی ہے اور (پھر ہم کہتے ہیں کہ اے مخاطب!) تجھے کیا معلوم ہے کہ یہ (عظیم الشان) مصیبت کیا چیز ہے؟ (یہ مصیبت جب آئے گی) اس وقت لوگ پراگندہ پروانوں کی طرح (حیران پھر رہے) ہوں گے اور پہاڑ اس پشم کی مانند ہو جائیں گے جو دھنکی ہوئی ہوتی ہے۔ اس وقت جس کے (اعمال کے) پلڑے بھاری ہوں گے۔ وہ تو (بہترین اور) پسندیدہ حالت میں ہو گا اور جس کے (اعمال کے) پلڑے ہلکے ہوں گے اس کا ٹھکانہ ہاویہ (یعنی جہنم) ہو گا اور (اے مخاطب!) تجھے کیا معلوم ہے کہ یہ (ہاویہ) کیا ہے۔ یہ ایک دہکتی ہوئی آگ ہے۔

اس سورت میں جس عذاب کا ذکر کیا گیا ہے اس کی نشانیاں ایٹم بم سے پیدا شدہ تباہی و بربادی کے مطابق ہیں۔ چنانچہ جب ہیروشیما اور ناگاساکی (جاپان) پر بم گرائے گئے تو بعینہٖ یہی نظارہ دیکھنے میں آیا جس کا نقشہ قرآن کریم نے یہاں کھینچا ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ نے اس سورت کی ایک آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھا کہ:

’’میں پہلے خیال کرتا تھا کہ ان آیات میں توپ خانوں اور موجودہ زمانہ کی ان ہلاکت آفرین ایجادوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جن سے عام طور پر لڑائیوں میں کام لیا جاتا ہے مگر اب میں سمجھتا ہوں کہ اَلْقَارِعَة سے ایٹم بم مراد ہے اور اس عذاب کی ساری کیفیت ایسی ہے جو ایٹم بم سے پیدا شدہ تباہی پر پوری طرح چسپاں ہوتی ہے۔ یہ بم ایسا خطرناک اور تباہ کن ہے کہ اس سے بچنے کی سوائے اس کے اور کوئی صورت نہیں کہ لوگ منتشر اور پراگندہ ہو جائیں گے۔ یہ بم جس جگہ گرتا ہے سات سات میل کا تمام علاقہ خس و خاشاک کی مانند جلا کر راکھ کر دیتا ہے بلکہ ایٹم بم کے متعلق اب جو مزید تحقیق ہوئی ہے وہ بتاتی ہے کہ سات میل کا بھی سوال نہیں، چالیس چالیس میل تک یہ ہر چیز کو اڑا کر رکھ دیتا ہے۔ ہیروشیما (جاپان) پر جب اٹوک بم گرایا گیا تو بعد میں جاپانی ریڈیو نے بیان کیا کہ اس بم سے ایسی خطرناک تباہی واقعہ ہوئی ہے کہ انسانوں کے گوشت کے لوتھڑے میلوں میل تک پھیلے ہوئے پائے گئے ہیں۔ یہ بالکل وہی حالت ہے جس کا قرآن کریم نے ان آیات میں ذکر فرمایا ہے کہ انسانوں کا وجود تک باقی نہیں رہے گا۔ ہڈی کیا اور بوٹی کیا سب باریک ذرات کی طرح ہو جائیں گے اور پتنگوں کی مانند ہوا میں اڑتے پھریں گے۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد 9 صفحہ 515)

سورۃ القَارِعَة کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

یہاں Atomic Warfare کا ذکر ہے۔ خصوصاً رسول اللہؐ کے زمانے کے انسان کو اس قارعة کا کوئی تصور بھی نہیں تھا۔ جس قارعة کی طرف یہ سورت اشارہ کر رہی ہے۔ یعنی اس آخری قارعة کی طرف۔ یہی وہ وقت ہو گا جب بڑی بڑی طاقتور حکومتیں اور طاقت کے پہاڑ دھنی ہوئی روئی کی طرح ہو جائیں گے۔ دھنی ہوئی روئی میں کوئی طاقت نہیں ہوتی۔

(ترجمۃ القرآن کلاس نمبر 305)

بے شک ہر تجزیہ کار اس دور میں یہ رائے قائم کرتا ہے کہ دنیا جس راستے پر گامزن ہے وہ ہلاکت کا راستہ ہے دنیا میں امن قائم ہونا چاہیے۔ خاکسار جب اس مضمون کے سلسلے میں تحقیق کر رہا تھا تو بہت سے مضامین اس سلسلے میں پڑھنے کو ملے لیکن ہر جگہ حالات کا تذکرہ و تبصرہ کرنے کے بعد ہر ایک نے یہ نتیجہ نکالا کہ دنیا ہلاکت کے راستہ میں ہے امن قائم ہونا چاہیے۔ لیکن کسی نے یہ نہیں بتایا کہ دنیا میں امن کس راستے سے ہمیں نصیب ہو گا۔ بعض کم عقل انسانوں نے اس خیال کا بھی اظہار کیا کہ یہ جو بدامنی دنیا میں تیزی سے پھیل رہی ہے یہ دین کی وجہ سے ہے۔ ان تمام سوالوں کا جواب اگر کسی وجود سے ہمیں نصیب ہوا وہ ہے احمدیہ مسلم جماعت کا روحانی خلیفہ حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ اس تعلق سے جواب دینا ہمارے لئے کیوں ضروری ہے اس ضمن میں آپ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’ہم ممبران جماعت احمدیہ حتی الوسع اس کوشش میں لگے ہوئے ہیں کہ دنیا اور انسانیت کو تباہی سے بچایا جائے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے اس زمانے میں وقت کے امام کو قبول کیا ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود بنا کر بھیجا اور وہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحمت للعالمین کے غلام کی حیثیت سے مبعوث ہوئے کیونکہ ہم اپنے آقا کی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر دل اور جان سے عمل پیرا ہیں اس لئے دنیا کی حالت پر ہمارے دل سخت کرب و تکلیف میں مبتلا ہیں۔ انسانیت کو تباہی اور مصیبت سے بچانے کی ہماری کوششوں کے پیچھے یہی دکھ اور تکلیف کارفرما

ہیں۔ اسی لئے خاکسار اور تمام احمدی مسلمان دنیا میں امن کے حصول کے لیے اپنی ذمہ داریاں نبھانے کی کوشش کر رہے ہیں۔‘‘

(عالمی بحران اور امن کی راہ صفحہ 46)

اسلحہ، ایٹمی ہتھیار کی تیاری کی اس دوڑ میں جہاں ہر ملک اسلحہ و ہتھیار کی تیاری میں لگا ہوا ہے وہیں امن کا شہزادہ حضرت مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز دنیا میں امن کے قیام کے سلسلے میں اسلامی تعلیمات کا تذکرہ ہر عام وخاص تک اس پیغام کے ساتھ پہنچا رہا ہے کہ:

ہزار بت ہیں یہاں امت کی آستینوں میں
مجھے ہے حکم اذاں لا الہ الا اللہ

آج اگر ہمیں ان حالات سے اپنے آپ کو بچانا ہے تو موجودہ دور میں خلیفہ وقت نے جو اصول بتائے ہیں اس کو اپنانا ہوگا۔ ذیل میں آپ کی طرف سے مختلف وقتوں میں بتائے ہوئے بعض اصولوں میں سے چند کا تذکرہ کرتا ہوں۔جس سے ہمیں علم ہو گا کہ جب خدا تعالیٰ کا فرستادہ اپنے محبوب سے علم پاکر کسی چیز کے بارے میں بتاتا ہے اس میں کس قدر راہ نجات مضمر ہوتا ہے۔

دنیا اپنے خالق کو پہچان لے

آپ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ایک مقام پر فرماتے ہیں:

’’دنیا تباہی اور بربادی کے جس راستے پر گامزن ہے اسے بچانے کا صرف ایک طریق ہے اور وہ یہ ہے کہ ہم سب پیار، باہمی ہمدردی اور احساس وحدت کو پھیلانے کی کوشش کریں اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ دنیا اپنے خالق کو جو ایک خدا ہے پہچان لے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ خالق کی معرفت ہی ہے جو ہمیں اس کی مخلوق سے محبت اور ہمدردی کی طرف لے جاتی ہے اور جب یہ جذبہ ہماری زندگیوں کا حصہ بن جاتا ہے تو ہم خدا کے پیار کو حاصل کرنے والے ہو جاتے ہیں۔‘‘

(عالمی بحران اور امن کی راہ صفحہ 40)

بدامنی پھیلنے کی وجہ لالچ اور سیاست

’’اب تک ہم دو عالمی جنگیں دیکھ چکے ہیں۔ دنیا پھر اس لپیٹ میں آنے کی کوشش کر رہی ہے۔ دنیا کے فوجی بجٹ باقی تمام ضروریات کو پس پشت ڈال رہے ہیں اور صرف فوج بڑھانے اور اسلحہ رکھنے اور فوجی طاقت بننے کی طرف دنیا کی زیادہ توجہ ہو رہی ہے۔ اس لئے دنیا کو پھر غور کرنے کی ضرورت ہے۔ بدامنی دنیا میں مذہب کی وجہ سے نہیں پھیل رہی بلکہ لالچ اور سیاست اس کی وجوہات ہیں۔‘‘

(خطبہ جمعہ 7/ مارچ 2014ء خطبات مسرور جلد 12 صفحہ 147)

مکمل انصاف اور عدل کو قائم کیا جائے

’’پس دنیا میں قیام امن کے لیے یہ ضروری ہے کہ ہر سطح پر اور دنیا کے ہر ملک میں انصاف کے درست معیار قائم کیے جائیں۔۔۔۔قرآن کریم اس بارے میں مزید فرماتا ہے کہ کوئی ملک یا قوم جو تم سے برسر پیکار ہے ان سے بھی معاملہ کرتے وقت مکمل انصاف اور عدل کے تقاضوں کو ملحوظ خاطر رکھو۔ ایسا نہ ہو کہ ان میں دشمنی اور رقابت کی وجہ سے ان سے بدلہ لینے کے لیے آپ بے اعتدالیوں کی طرف چلے جائیں۔ ایک اور بہت اہم ہدایت جو قرآن کریم نے ہمیں دی ہے یہ ہے کہ دوسروں کی دولت اور وسائل کی طرف حسد اور للچائی ہوئی نظروں سے مت دیکھو۔‘‘

(عالمی بحران اور امن کی راہ صفحہ 49)

خدا کے قہر سے بچنے کی کوشش

’’ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ جب انسانی کوششیں بے کار ہو جاتی ہیں اس وقت خدا تعالیٰ اپنی تقدیر جاری کر کے بنی نوع انسان کی تقدیر کا فیصلہ کر دیتا ہے۔قبل اس کے کہ خدا کی تقدیر حرکت میں آئے اور انسان حکم خدا کے ہاتھوں مجبور ہو کر لوگوں کے حقوق کی ادائیگی کی طرف متوجہ ہو۔ بہتر ہو گا کہ دنیا کے لوگ خود ان اہم باتوں کی طرف توجہ کر لیں کیونکہ جب خدا تعالیٰ پکڑنے پر آتا ہے تو اس کا قہر بنی نوع انسان کو انتہائی خوفناک اور بھیانک انداز میں پکڑتا ہے۔‘‘

(عالمی بحران اور امن کی راہ صفحہ 43)

مسیح محمدی کی بعثت کا غرض قیام امن وامان

’’ہمارا ایمان ہے کہ اس زمانے میں خدا تعالیٰ نے بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع میں مسیح موعود امام مہدی بنا کر مبعوث کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسلام اور قرآن کریم کی سچی تعلیمات کو دنیا میں پھیلانے کے لئے ہی مبعوث ہوئے تھے۔ آپ بندہ اور خدا تعالیٰ کے مابین تعلق قائم کرنے کے لیے بھیجے گئے ہیں۔ آپ کی بعثت کی غرض یہ ہے کہ انسان ایک دوسرے کے حقوق کو پہچانے، آپ اس لیے بھیجے گئے ہر طرح کی مذہبی جنگوں کا خاتمہ ہو۔ اس لیے بھیجے گئے تمام بانیان مذاہب اور انبیاء کی عزت احترام قائم کی جائے۔ آپ علیہ السلام دنیا کی توجہ اعلیٰ اخلاق اور اقتدار کے حصول اور تمام دنیا میں امن، محبت، ہمدردی اور بھائی چارہ کے قیام کے لیے مبعوث ہوئے۔‘‘

(عالمی بحران اور امن کی راہ صفحہ 48)

امن کے اس شہزادے نے خدا کے قہر سے بچنے کے لئے مختلف اوقات میں اپنے خطبات، خطابات وخطوط کے ذریعہ مخلوق خدا کو تباہی کے اس ہولناک انجام سے بچانے کی کاروائی کی اور کرتا آرہا ہے۔ اس مناسبت سے حکومت امریکہ کو سال 2012ء میں اور حکومت روس کے نام امن کے شہزادے نے سال 2013ء میں خطوط تحریر فرمایا تھا ہر دو خطوط کی نقل پیش کرتا ہوں اور یہ یقین دلاتا ہوں کہ اگر دنیا امن کے اس شہزادہ کے بیان فرمودہ اصولوں پر عمل کرے تو لازم بات ہے کہ دنیا اس بے چینی کے حالات سے محفوظ رہ سکتی ہے۔

حضرت مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز حکومت امریکہ کے نام خط میں لکھتے ہیں کہ:

محترم صدر صاحب!

دنیا میں بڑھتے ہوئے پریشان کن حالات کے پیش نظر میں نے ضروری سمجھا کہ آپ کو یہ خط لکھوں کیونکہ آپ ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے صدر کے منصب پر فائز ہیں اور یہ ایسا ملک ہے جو سب سے بڑی عالمی طاقت ہے۔ اسی بنا پر آپ کو ایسے فیصلے کرنے کا اختیار ہے جو نہ صرف آپ کی قوم کے مستقبل پر بلکہ عالمی سطح پر اثر انداز ہوتے ہیں۔

آج دنیا میں غیر معمولی بے چینی اور اضطراب پھیلا ہوا ہے۔ بعض خطوں میں چھوٹے پیمانہ پر جنگیں لڑی جا رہی ہیں اور بدقسمتی سے عالمی طاقتیں ان شورش زدہ علاقوں میں قیام امن کے لیے اس حد تک مؤثر کردار ادا کرنے سے قاصر دکھائی دیتی ہیں جس کی ان سے توقع کی جاتی ہے۔

صاف دکھائی دے رہا ہے کہ آج دنیا کا ہر ملک یا تو کسی دوسرے ملک کا حمایتی ہے یا پھر کسی ملک کی دشمنی پر کمر بستہ ہے اور سبھی نے انصاف کا دامن چھوڑ دیا ہے۔ نہایت افسوس کی بات ہے کہ آج عالمی حالات پر نظر ڈالنے والا جان سکتا ہے کہ ایک نئی عالمی جنگ کی بنیاد رکھی جا چکی ہے۔ دنیا کے کئی چھوٹے بڑے ممالک ایٹمی اثاثوں کے مالک ہیں جس کی وجہ سے ان ممالک کی باہمی دشمنیاں، کینے اور عداوتیں اپنے عروج پر ہیں۔ اس گمبھیر صورت حال میں تیسری عالمی جنگ کے بادل ہمارے سروں پر منڈلا رہے ہیں اور ایسی جنگ میں ضرور ایٹمی ہتھیار بھی استعمال ہوں گے۔ گویا یقیناً ہم خطرناک تباہی کے دہانہ پر کھڑے ہیں۔ اگر جنگ عظیم دوم کے بعد عدل وانصاف سے پہلوتہی نہ کی جاتی تو آج ہم اس دلدل میں نہ پھنستے جہاں ایک بار پھر خطرناک جنگ کے شعلے دنیا کو اپنی لپیٹ میں لینے کے لیے تیار کھڑے ہیں۔

ہم سب جانتے ہیں کہ جنگ عظیم دوم کے بنیادی محرکات میں لیگ آف نیشنز کی ناکامی اور 1932ء میں رونما ہونے والا معاشی بحران سرفہرست تھا۔ آج دنیا کے چوٹی کے ماہرین معاشیات برملا کہہ رہے ہیں کہ موجودہ دور کے معاشی مسائل اور 1932ء والے بحران میں بہت سی قدریں مشترک دکھائی دے رہی ہیں۔ سیاسی اور اقتصادی مسائل نے کئی چھوٹے ممالک کو ایک بار پھر جنگ پر مجبور کر دیا ہے اور بعض ممالک داخلی بدامنی اور عدم استحکام کا شکار ہیں۔ ان تمام امور کا منطقی نتیجہ ایک عالمی جنگ کی صورت میں ہی نکلے گا۔ اگر چھوٹے ممالک کے جھگڑے سیاسی طریق کار اور سفارت کاری کے ذریعہ حل نہ کیے گئے تو لازم ہے کہ دنیا میں نئے جتھے اور بلاک جنم لیں گے اور یقیناً یہ امر تیسری عالمی جنگ کا پیش خیمہ ہوگا۔ ایسی صورت حال میں دنیا کی ترقی پر توجہ مرکوز کرنے کی بجائے زیادہ ضروری بلکہ ناگزیر ہے کہ ہم دنیا کو اس عظیم تباہی سے بچانے کی کوشش کریں۔ بنی نوع انسان کو خدائے واحد کو پہچاننے کی سخت اور فوری ضرورت ہے جو سب کا خالق ہے اور انسانیت کی بقا کی یہی ایک ضمانت ہے در دنیا تو رفتہ رفتہ تباہی کی طرف گامزن ہے ہی۔

میری آپ بلکہ تمام عالمی قائدین وعمائدین سے یہ درخواست ہے کہ دوسری اقوام کی راہنمائی کرنے کے لیے طاقت کے استعمال کی بجائے سفارت کاری، سیاسی بصیرت اور دانش مندی کو بروئے کار لائیں۔ بڑی عالمی طاقتوں مثلاً امریکہ کو دنیا میں امن کے قیام کے لیے اپنا کردار ادا کرنا چاہیے اور چھوٹے ممالک کی غلطیوں کو بہانہ بنا کر دنیا کا نظم ونسق برباد نہیں کرنا چاہیے۔ آج صرف امریکہ اور دیگر بڑی طاقتوں کے پاس ہی ایٹمی ہتھیار نہیں بلکہ نسبتاً چھوٹے ممالک بھی وسیع پیانے پر تباہی پھیلانے والے ہتھیاروں سے لیس ہیں اور ان ممالک میں ایسے لوگ برسر اقتدار ہیں جو زیادہ گہری سوجھ بوجھ اور سیاسی بصیرت سے عاری ہیں اور معمولی باتوں پر اشتعال میں آکر غلط فیصلہ کر سکتے ہیں۔

میری آپ سے عاجزانہ درخواست ہے کہ دنیا کی بڑی اور چھوٹی طاقتوں کو تیسری عالمی جنگ کے شعلے بھڑکانے سے باز رکھنے کے لیے اپنی تمام تر کوششیں وقف کر دیں۔ اگر ہم قیام امن کی کوششوں میں ناکام رہے تو یقیناً یہ جنگ ایشیا، یورپ اور امریکہ کے صرف غریب ممالک تک محدود نہیں رہے گی۔ نیز ہماری آئندہ نسلیں اس کا اس خمیازہ بھگتیں گی جب ایٹمی جنگ کی وجہ سے دنیا بھر میں اپاہج یا معذور بچے جنم لیں گے۔ تو آنے والی نسلیں اس قدر شدید عالمی تباہی کا باعث بننے والے اپنے آباء واجداد کو بھی معاف نہیں کریں گی۔ یقیناً آج مذموم مقاصد کی تکمیل کے لیے اپنی توانائیاں صرف کرنے کی بجائے ہمیں اپنی آنے والی نسلوں کی فکر کرنی چاہیے اور اس بات کے لیے کوشاں رہنا چاہیے کہ ان کے لیے روشن

مستقبل چھوڑ کر جائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور تمام عالمی لیڈروں کو یہ پیغام سمجھنے کی توفیق بخشے۔

مرزا مسرور احمد۔ خلیفۃ المسیح

امام جماعت احمدیہ مسلمہ عالمگیر

2012-03-08

(عالمی بحران امن کی راہ صفحہ 175-177)

اسی طرح حضرت مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حکومت روس کے نام خط میں تحریر فرمایا کہ:

عزت مآب جناب

صدر ریاست ہائے متحدہ روس

محترم صدر صاحب!

میں آپ کی خدمت میں جماعت احمدیہ مسلمہ کے سربراہ کی حیثیت سے یہ خط لکھ رہا ہوں۔ دوصد چار ممالک میں پھیلی ہوئی یہ جماعت دنیا بھر کو امن کا گہوارہ بنانے کی خواہاں ہے۔

موجودہ حالات کے پیش نظر میں اپنے خطبات اور خطابات میں بلا امتیاز ہر ایک کو خالق حقیقی کی طرف سے عائد کردہ ذمہ داریوں اور فرائض کی طرف توجہ دلاتا رہتا ہوں۔ افسوس کہ مجھے آپ سے براہ راست مخاطب ہونے کا بھی موقع نہیں ملا۔ تاہم شام کے تیزی سے بدلتے ہوئے حالات اور آپ کی قابل تحسین کوشش نے مجھے آپ کو یہ خط لکھنے پر آمادہ کیا جب آپ نے دنیا کو میدان جنگ میں کودنے کی بجائے باہمی بات چیت سے مسائل کو حل کرنے کی ترغیب دلائی ہے۔

کسی ملک کے خلاف جارحیت نہ صرف اس خطہ میں جنگ کا باعث بن سکتی ہے بلکہ عالمی جنگ کا پیش خیمہ بھی بن سکتی ہے۔ اس حوالہ سے ایک مؤقر مغربی اخبار میں آپ کا حالیہ مضمون پڑھ کر مجھے بہت خوشی ہوئی جس میں آپ نے نشان دہی کی ہے کہ ایسا طرز عمل انتہائی خطرناک اور جنگ کے شعلوں کو ہوا دینے والا ہوگا۔ آپ کے اس واضح اور امن پسند موقف کی وجہ سے بڑی بڑی طاقتیں اس سے باز رہیں اور انہوں نے جذبہ خیر سگالی کے ساتھ سفارت کاری کے ذریعہ گفت و شنید کا راستہ اختیار کیا۔ میں پورے وثوق سے کہتا ہوں کہ آپ کے اس بروقت قدم نے دنیا کو درپیش ایک بہت بڑی تباہی سے بچالیا ہے۔

میں آپ کے اس نقطہ نظر کی بھرپور تائید کرتا ہوں کہ اگر مختلف ممالک آزادانہ طور پر اپنی مرضی کے فیصلے کرنا شروع کردیں تو پھر اقوام متحدہ بھی لیگ آف نیشنز جیسے حالات کا شکار ہوکر یکسر ناکام ہوجائے گی۔ جنگ کے یقینی شعلے بھڑک اٹھے تھے لیکن خدا کا شکر ہے کہ یہ اب کسی حد تک ماند پڑ گئے ہیں۔ اللہ کرے کہ ان مثبت اقدام کی وجہ سے جنگ کے خطرات ہمیشہ کے لیے معدوم ہوجائیں۔ خدا کرے کہ بڑی طاقتیں صرف ویٹو کا حق استعمال کرنے کی بجائے چھوٹی اقوام کے حقوق بھی حفاظت اور احترام کے ساتھ ادا کرنے والی ہوں۔

بہر حال آپ کی قیام امن کی کوششوں نے مجھے ترغیب دلائی کہ میں آپ کو خط لکھ کر آپ کا شکریہ ادا کروں میں دعا کرتا ہوں کہ آپ کی یہ کوشش عارضی ثابت نہ ہو بلکہ مجھے امید ہے اور میں آپ کے لیے دعا گو ہوں کہ آپ ہمیشہ امن قائم کرنے کی کوششوں میں لگے رہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس مقصد میں کامیابی عطا فرماتا رہے۔ آمین

امن عالم کی خاطر جب بھی مجھے موقع ملتا ہے میں لوگوں کو اس طرف متوجہ کرتا رہتا ہوں کہ امن انصاف کے ذریعہ سے قائم ہوسکتا ہے۔ میرے کچھ خطابات کتابی صورت میں بعنوان ''عالمی بحران اور امن کی راہ'' شائع ہوچکے ہیں۔ اس کتاب کا ایک نسخہ میں اس خط کے ساتھ آپ کی خدمت میں بھجوا رہا ہوں۔

https://alislam/u4155

دعاؤں اور نیک تمناؤں کے ساتھ۔

مرزا مسرور احمد، خلیفۃ المسیح

امام جماعت احمدیہ مسلمہ عالمگیر

2013-09-18

(عالمی بحران امن کی راہ صفحہ 247-248)

چنانچہ گزشتہ صدی میں دو عالمی جنگیں لڑی گئیں جن میں کروڑوں جانیں ضائع ہوئیں۔ اگر آج اقوام عالم امن کے شہزادے کا بیان فرمودہ ان وصولوں پر عمل نہیں کریگا تو فتنہ، رنجشیں اسی طرح بڑھتی رہیں گی اور بالآخر ایک اور عالمی جنگ پر منتج ہوں گی۔ ایسی عالمی جنگ جس میں کیمیائی ہتھیاروں کے ممکنہ استعمال کا مطلب دنیا کی ناقابل بیان تباہی و بربادی ہوگی۔ خدا کرے کہ جنگ، بدامنی اور دشمنیوں میں گھری ہوئی دنیا امن، محبت، اخوت اور اتحاد کا گہوارہ بن جائے۔ آمین

فضلِ خدا کا سایہ ہم پر رہے ہمیشہ
ہردن چڑھے مبارک ہرشب بخیر گزرے

ایڈیٹر کے نام خطوط

مکرمہ عطیۃ العلیم۔ ہالینڈ سے لکھتی ہیں:

7؍جنوری 2023ء کے آپا صفیہ بشیر سامی کے مضمون نے بہت سی باتوں نے سوچ کی مزید راہیں کھولیں۔ یہ ہماری عام زندگی کے رویے ہیں۔ ہم اگر اپنے آپ کو مثبت رکھیں تو ہماری زندگی بہت سہل ہوسکتی ہے لیکن مشکل یہ ہے کہ وہ عادتیں جو زندگی میں رچ بس گئی ہیں ان کا چھوڑنا مشکل ہے مثلاً معاف کرنے کی عادت ہے۔ مجھے ہمیشہ اس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی سورۃ فاتحہ کی تفسیر میں مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ کے تعلق میں سے یہ جملہ یاد آتا ہے کہ حضورؓ فرماتے ہیں:

''ایک اشارہ اس آیت میں یہ بھی کیا گیا ہے کہ کہ دعا کرنے والا دوسروں سے بخشش کا معاملہ کرتا ہو اور اپنے حقوق کے طلب کرنے میں سختی سے کام نہ لیتا ہو۔''

یہ ایسا زبردست نقطہ ہے کہ اگر اس پر عمل ہو تو انسان کی کایا پلٹ جائے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے

؎ زندگی میں یہ ہنر بھی آزمانا چاہیے
جنگ کسی اپنے سے ہو تو ہار جانا چاہیے

پھر ساس بہو کے تعلق کی بات ہوئی۔ ہم دوستیں اکثر بات کرتی ہیں کہ ہمیں کس طرح کی ساس بننا ہے۔ میری رائے میں جو نمونہ حضرت سیدہ اماں جان رضی اللہ عنہا نے بطور ساس بننے کا ہمارے سامنے رکھا ہے وہ قابل عمل ہے۔ آپؓ کبھی بھی کسی پر بوجھ نہیں بنیں۔ حالانکہ آپ کی بہت سی بہوئیں تھیں اور سب کی سب خدمت گزار۔ لیکن آپؓ نے اپنے معاملات میں خود مختار رہیں۔ میں جب آپؓ کی سیرت پڑھتی ہوں تو مجھے احساس ہوتا ہے کہ آپؓ کا زندگی گزارنے کا سلیقہ ہمیشہ وقت کی حدود سے آگے رہا ہے۔ آپؓ بیوی تھیں تو مثالی، ماں بنیں تو کمال تربیت کی، ساس بنیں تو قابل عمل نمونہ دکھایا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی کمزوریاں دور کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

مکرمہ سیدہ ثریا صادق۔ لندن سے لکھتی ہیں:

7؍جنوری 2023ء میں صفیہ سامی صاحبہ کا مضمون بعنوان ''دو دن کی ہے کہانی، نفرت سے نہیں جینا!'' پڑھا۔ اس تحریر کے مطالعے سے اس قدر خوشی ہوئی کہ گویا کوئی گم شدہ متاع ملی ہو۔ بہت جامع اور ہر لحاظ سے تربیتی رہنمائی کو اُجاگر کرنے والا مضمون ہے اور ہم سب کی خوشگوار عائلی زندگی گزارنے کے گر سے مزین ہے۔ دل میں کھُب جانے والی عمدہ تحریر جس کے ذریعے سے انہوں نے دریا تو کیا سمندر کو کوزے میں بند کر دیا ہے۔

؎ حالِ دل، احوالِ غم، شرحِ تمنا، عرضِ شوق
بے خودی میں کہہ گئے افسانہ در افسانہ ہم

یہی کیفیت یا اس جیسی کیفیت میری بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ ان سب ہدایات کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنا سکیں۔ آمین

نعیم احمد باجوہ۔ نمائندہ روزنامہ الفضل آن لائن برکینا فاسو

مباہلہ کا چیلنج اور مخالف احمدیت کا عبرت ناک انجام

مہدی آباد کے اس علاقے میں صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک زبردست نشان ظاہر ہو چکا ہے۔ جہاں یہ نشان خدا تعالیٰ کی اپنے پیارے مسیح و مہدی کے لئے غیرت کا اظہار ہے وہاں مخالفین احمدیت کے لئے عبرت ناک انجام کی خبر بھی دیتا ہے۔

الحاج ابرہیم بدیگا صاحب کے سوڈان کے ایک استاد الفا حسن گربا (Alfa Hassan Girba) کو جب معلوم ہوا کہ آپ نے احمدیت قبول کر لی ہے تو وہ سوڈان سے برکینا فاسو آیا۔ دراصل مقامی لوگوں نے چندہ اکٹھا کر کے اسے امام ابراہیم کو احمدیت سے تائب کروانے کے لئے بلایا تھا۔ حسن گربا نے بہت زور لگایا کہ آپ احمدیت چھوڑ دیں۔ اس نے بہت سارے الزامات اور اعتراضات کئے جن میں سے ایک سنا سنایا بیہودہ اعتراض حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے متعلق بھی تھا۔

جب احمدی اپنے عقیدہ سے پیچھے ہٹنے کے لئے تیار نہ ہوئے تو مخالفین احمدیت نے حسن گربا کی سرکردگی میں احمدیوں کو مباہلہ کا چیلنج دینے کا واویلہ کرنا شروع کر دیا۔ اس پر احمدیوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے مباہلہ والے چیلنج کو مقامی ریڈیو پر پڑھ کر سنا دیا۔ چنانچہ ایک دن الفا حسن گربا جمعہ کے بعد احمدیہ مسجد میں آیا اور امام ابراہیم بی دیگا صاحب سے کہا کہ وہ کچھ کہنا چاہتا ہے۔ امام صاحب نے اجازت دے دی۔ اس نے احمدیہ مسجد میں کھڑے ہو کر مباہلہ کا چیلنج قبول کیا۔ کہنے لگا لوگو سنو! میں کہتا ہوں کہ مسیح موعود جھوٹے ہیں۔ اور میں قسم کھاتا ہو کہ اگر میں جھوٹا ہوں تو مجھ پر خدا کی لعنت ہو۔ اس موقع پر موجود کسی احمدی نے حسن گربا سے کوئی بات کرنا چاہی تو امام ابراہیم صاحب نے اسے خاموش کرا دیا کہ بس اب مزید کوئی بات نہیں ہو گی۔ اب معاملہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔

اس واقعہ کے بعد ڈیڑھ ہفتہ نہیں گزرا تھا کہ حسن گربا بیماری سے پکڑا گیا۔ جسے فوری طور پر پہلے ڈوری شہر میں لے گئے، پھر برکینا فاسو کے دارالحکومت واگادوگو کے بڑے ہسپتال میں منتقل کیا گیا لیکن کوئی افاقہ نہ ہوا تو علاج کے لئے گھانا لے گئے۔ مقامی لوگ اور تاجر اس کے علاج کے لئے رقوم بجھواتے رہے تا کہ کسی طرح وہ صحت یاب ہو سکے اور فنڈز کی کمی کی وجہ سے علاج میں کوئی رکاوٹ نہ آئے۔

گھانا جس ہسپتال میں علاج کے لئے اسے داخل کروایا گیا وہ احمدیہ ہسپتال کوکوفو (Kokofu) تھا۔ ان دنوں ڈاکٹر محمد بشیر چودھری صاحب ہسپتال کے انچارج تھے۔ انہیں تو اس مباہلہ والی بات کا علم نہیں تھا۔ ہسپتال میں مکمل احتیاط کے ساتھ تمام ترمیسر سہولیات کے ساتھ حسن گربا کا علاج کیا گیا۔ دو ہفتہ کے بعد وہ کافی حد تک صحت یاب ہو گیا۔ اور اس قابل ہو گیا کہ اس کا آپریشن کیا جا سکے۔

مکرم ڈاکٹر محمد بشیر چوہدری صاحب آج کل لائبیریا میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں گزشتہ دنوں اس بارے میں آپ سے رابطہ کر کے واقعہ کی تفصیلات معلوم کی گئیں۔ آپ بیان کرتے ہیں:

’’حسن گربا کافی تشویش ناک حالت میں ہمارے پاس آیا تھا۔ کافی بری حالت تھی۔ کہ رہا تھا کہ ڈاکٹرز نے آپریشن تجویز کیا ہے۔ لیکن انفیکشن کافی تھی اس لئے فوری آپریشن تو نہیں ہو سکتا تھا۔ ہم نے کہا اگر آج رات یہ مریض زندہ رہا تو صبح اس کے باقی معاملات دیکھیں گے۔ ہم نے علاج شروع کیا تو چند دن علاج کے بعد اس کی حالت کافی بہتر ہو گئی۔ یہ اتنا بہتر ہو گیا کہ خود واش روم وغیرہ جانے کے قابل ہو گیا۔ اس سے پہلے یہ خود نہیں جا سکتا تھا۔ جب حالت اتنی بہتر ہو گئی تو ہم نے کہا کل آپریشن کریں گے۔ چنانچہ آپریشن کے لئے تیاری مکمل کر لی گئی۔ لیکن اگلی صبح مریض کو اپنے بستر سے غائب پایا گیا۔ تلاش کرنے پر وہ ہسپتال کے ٹائلٹ میں مردہ حالت میں ملا۔ جس ٹوائلٹ میں اسے مردہ پایا گیا اس کی کنڈی اندر سے لگی ہوئی تھی۔ اس کا جسم نیلا ہو چکا تھا۔ اور وفات کو کافی وقت گزر چکا تھا۔ ہم نے جتنا جائزہ لیا اس کے مطابق اس کے مرنے کی کوئی میڈیکل وجہ ہمارے سامنے نہ آ سکی۔ اور وجہ نامعلوم ہی رہی۔

ہمیں بہت بعد میں پتا چلا کہ اس شخص نے جماعت کے ساتھ کوئی مباہلہ کیا ہوا تھا۔ مریضوں کے علاج کے بارے میں ویسے بھی ہمیں حضور انور کی طرف سے یہی ہدایت تھی کہ کسی مریض کو تبلیغ نہیں کرنی صرف ان کی جسمانی صحت کی بہتری کی طرف توجہ دینی ہے۔‘‘

خدا تعالیٰ کی شان ہے کہ حسن گربا جماعت سے مباہلہ کرنے کی وجہ سے بیمار ہوا۔ لیکن کسی اور جگہ سے شفا نہیں ہوئی۔ شفا ملی اور حالت بہتر ہوئی تو احمدیہ ہسپتال میں جا کر احمدی ڈاکٹرز کے ہاتھوں ہوئی۔ اتنی بہتر کہ خود واش وغیرہ جا سکے۔ آگلے روز آپریشن سے پہلے مر جانا بھی اک نشان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نہ چاہا کہ کسی طور بھی کوئی انسانی ہاتھ اس کی موت میں وجہ بنے۔ اس طرح اس مخالف احمدیت کو اللہ تعالیٰ نے احمدیہ ہسپتال کے ٹائلٹ میں عبرت کا نشان بنا دیا۔

اہل برکینا فاسو اور خاص طور پر ڈوری اور ارد گرد کے لوگ اس واقعہ کے گواہ ہیں کہ حسن گربا مباہلہ کے چیلنج کے بعد عبرت ناک موت سے دوچار ہوا۔ ہم نے ایک بار پھر دشمن کو ذلیل و خوار ہوتے اور مرزا غلام احمد کی جے کی صدا زبان حال و قال بلند ہوتی دیکھی۔ مباہلہ کے نتیجہ میں ظاہر ہونے والے اس عبرت ناک نشان کی وجہ سے مقامی لوگوں پر ایک خوف طاری ہوا اور فوری طور پر مخالفین کے منہ بند ہو گئے۔

؎ جو خدا کا ہے اسے للکارنا اچھا نہیں
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبۂ زار و نزار

رپورٹ: مفیض الرحمان۔ مبلغ سلسلہ وصدر جماعت بوسنیا

سربیا اور کروشیا میں Book fair کے ذریعہ تبلیغِ اسلام

Belgrade bookfair Zagreb bookfair

اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے یورپ کے مشرقی ممالک میں بھی حقیقی اسلام کا پیغام پہنچانے میں جماعت اپنی سعی اور کوشش کو جاری رکھے ہوئے ہے۔ ان سعی مسلسل میں ایک کاوش ہر سال ان ممالک میں Book Fair کے موقع پر جماعتی کتب کی نمائش و فروخت ہے۔ جی ہاں! اسی موقع پر مفت جماعت کے لٹریچر کی تقسیم بھی ہے۔

گزشتہ سال مؤرخہ 23 تا 30؍ اکتوبر 2022ء کو حال ہی میں قائم جماعت احمدیہ سربیا کے دارالحکومت Belgrade کے 65ویں Book Fair میں پہلی مرتبہ شمولیت کی توفیق ملی، جبکہ جماعت احمدیہ کروشیا کو گزشتہ سالوں کی طرح امسال بھی مؤرخہ 8 تا 13؍ نومبر کو دارالحکومت Zagreb میں منعقد 44ویں Book Fair میں اپنی سابقہ روایت کے مطابق واحد خالصۃً اسلامی اسٹال ہونے کی حیثیت سے تبلیغ اسلام کے مہم میں سرگرم رہنے کی توفیق ملتی رہی۔ خاکسار کو بھی بوسنیا سے ان Book Fair میں معاونت کی غرض سے شمولیت کی توفیق ملی ہے۔ الحمدللہ علی ذلك

Book Fair کے انعقاد کے لئے ان شہروں میں ایک وسیع و عریض علاقے مختص ہیں۔ جہاں بڑے بڑے وسیع ہالوں میں کئی سو کی تعداد میں کتب فروش اپنے ذوق وشوق کے مطابق سٹال تیار کر کے نمائش لگاتے ہیں۔ نیز زائرین کے لئے کار پارکنگ، کھانے پینے کی اشیا کی دکانیں اور وہاں جانے کے لئے شہر کے اطراف سے پبلک ٹرانسپورٹ کی سہولت بھی موجود ہوتی ہے۔ Book Fair انتظامیہ زائرین کی سہولت کی غرض سے اسٹال کی ترتیب میں مذہبی، قانونی، ادبی و دیگر شعبہ جات سے تعلق رکھنے والے کتب کے سٹال کو مختص ہالوں میں جگہ دیتی ہے۔ سربیا کے Book Fair میں صف اوّل میں عیسائی اور پھر کلمہ گو مسلمان بھائیوں کی رضامندی نہ ہونے کی وجہ سے جماعت کو مذہبی کتب کے لئے مختص ہال میں جگہ نہیں ملی، بلکہ انتظامیہ کی صوابدید پر کسی اور ہال میں جگہ ملی تھی۔ لیکن حقیقت تو یہ ہے کہ اگرچہ انتظامیہ اپنے زُعم میں ہمیں مذہبی اداروں یا تنظیموں میں شامل نہیں کرتی، مگر جماعت احمدیہ کی طرف سے لگائے جانے والے دیدہ زیب اسٹال، سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی پرکشش تصاویر زائرین کی خاص توجہ کا باعث بنیں اور اکثر دیکھا گیا کہ لوگ اپنے موبائلز سے اسٹالز کی تصاویر لے رہے تھے۔ سچ تو یہ ہے کہ انتظامیہ کے نہ چاہنے کے باوجود اسلام

DAILY ONLINE
ALFAZL
LONDON

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | Android app on Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ادارہ کا مضمون نویسوں، تبصرہ و مراسلہ نگاروں کے خیالات اور آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

احمدیت کا پیغام لوگوں تک پہنچ جاتا ہے۔ ان ایام میں روزانہ غیر مسلم اور غیر احمدی احباب سے مذہبی گفتگو کا ایک سلسلہ ڈیوٹی دینے والے افراد کے لئے تبلیغ کا سنہری موقعہ مہیا کرتا ہے۔ اس طرح جہاں نئے رابطوں کا قیام عمل میں آتا ہے، وہاں بعض افراد اپنے سوالات کے تسلی بخش جوابات حاصل کرنے کے بعد اس وعدہ کے ساتھ رخصت ہوتے ہیں کہ مستقبل میں جماعت کے ساتھ رابطے میں رہیں گے اور اس بارہ میں مزید غور وفکر کریں گے۔ یہاں اس امر کا بھی ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ایک طبقہ مسلم اور غیر مسلم زائرین کا ایسا بھی ہوتا ہے جو کہ جماعت اور اسلام کے خلاف برملا شدید ردعمل کا اظہار کرتے ہیں جس کی وجہ سے جماعتی اسٹال کی خوبصورتی اور لوگوں کا اسٹال میں آنا، ان کے لئے شدید ذہنی تکلیف و اذیت کا باعث بنا ہوا نظر آتا ہے اور یہ نظارہ یُعۡجِبُ الزُّرَّاعَ لِیَغِیۡظَ بِہِمُ الۡکُفَّارَ کی ایک عملی تصویر ہوتی ہے۔ کروشیا اور سربیا سے تعلق رکھنے والے مخصوص عیسائی طبقہ گزشتہ دہائیوں میں بوسنین مسلمانوں کے خلاف جنگ کی وجہ سے اسلام کے خلاف نفرت رکھتا ہے اور جس کی چنگاریاں آج بھی کبھی کبھار سلگتی رہتی ہیں۔لیکن جماعت کے اسٹال پر چسپاں احمدیہ مسلم جماعت کے نام میں ’’مسلم‘‘ کا لفظ Orthodox نیز Catholic عقیدہ سے تعلق رکھنے والے عیسائی پادریوں کے دل اور دماغ میں موجود تجسس کی طغیانی ان کو جماعت کے اسٹال تک کھینچ کر لے ہی آتی ہے اور اس طرح سے ان پادریوں کو اسلام احمدیت کا پیغام پہنچانے کا موقع ملتا رہتا ہے اور یہی موقع ان کو جماعتی لٹریچر پیش کرنے کو ذریعہ بن جاتا ہے۔ انہی ایام میں کئی مرتبہ یہ خوش کن اتفاق بھی ہوتا رہا کہ کئی عیسائی نوجوان اس بات کا اظہار کرتے رہے کہ ہم اب مسلمان ہونے کا سوچ رہے ہیں کیونکہ صلیبی عقیدہ سے ہم ناامید اور بیزار ہو چکے ہیں اور ہمیں نظر آرہا ہے کہ مستقبل قریب میں یا چند دہائیوں کے بعد اسلام دنیا میں غالب آنے والا ہے۔

ان علاقوں میں اس قسم کی حقیر کوشش و کاوش دراصل پیش خیمہ ہے اسلام احمدیت کی ترقیات کا اور یہ لوگ جو کہ گزشتہ دہائیوں میں اسلام کی نفرت کی وجہ سے اسلام اور مسلمانوں کو مٹانے کے لئے روح پر لرزاں طاری کرنے والے ظلم وستم ڈھانے کو اپنے مذہب کی خدمت سمجھتے تھے آج وہی لوگ اور ان کی اولادیں اپنے مذہب سے متنفر ہوکر اس مظلوم مذہب کے حامی بن کر اپنے سنہرے مستقبل کے خواب دیکھ رہے ہیں۔ پس یہ اس زندہ خدا کی تقدیر ہے جسے اس نے آج سے ایک صدی سے زائد عرصہ قبل اپنے مامور کے ذریعہ منکشف فرمایا کہ:

آرہا ہے اس طرف احرارِ یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگہ زندہ وار
کہتے ہیں تثلیث کو اب اہلِ دانش اَلوِداع
پھر ہوئے ہیں چشمۂ توحید پر از جاں نثار

دعا کا تحفہ

خدا ترس انسان بننے کی دُعا

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دُعا کیا کرتے تھے:

اَللّٰھُمَّ اجۡعَلۡنِیۡ مِنَ الَّذِیۡنَ اِذَا اَحۡسَنُوا اسۡتَبۡشَرُوۡا وَاِذَا اَسَاءُوا اسۡتَغۡفَرُوۡا

(مسند احمد مطبوعہ بیروت جلد 6 صفحہ 129)

ترجمہ: اے اللہ! مجھے اُن لوگوں میں سے بنا جو نیکی کریں تو خوش ہوں اور جب برائی کریں تو بخشش چاہیں۔

(مناجات رسولؐ از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق ایڈیشن 2014ء صفحہ 133)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی

ایک سبق آموز بات

سجدے میں دعا مانگیں

ایک وقف نو کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:... سجدے میں اللہ سے یہ مانگیں کہ ’’میرے روحانی درجات کو بڑھا دے میرے دل میں اطمینان عطا فرما اور مجھے ہمیشہ اپنے قریب رکھ۔‘‘ اگر آپ اس طرح اللہ کا قرب حاصل کرتے رہیں اور اس سے مانگتے رہتے ہیں تو ایک دن آپ زیادہ اطمینان محسوس کریں گے۔

(دورۂ امریکہ 2022ء رپورٹ مکرم عبدالماجد طاہر قسط 10 صفحہ 5 الفضل آن لائن لندن)

(مرسلہ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی)

فقہی کارنر

نماز اشراق پر مداومت ثابت نہیں

مکرم میر عباس علی صاحب لدھیانوی کے نام مکتوب میں آپؑ (مسیح موعودؑ) تحریر فرماتے ہیں:

اس عاجز نے پہلے لکھ دیا تھا کہ آپ اپنے تمام اورادِ معمولہ کو بدستور لازم اوقات رکھیں صرف ایسے طریقوں سے پرہیز چاہئے جن میں کسی نوع کا شرک یا بدعت ہو۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اشراق پر مداومت ثابت نہیں تہجد کے فوت ہونے پر یا سفر سے واپس آ کر پڑھنا ثابت ہے۔ لیکن تعبّد میں کوشش کرنا اور کریم کے دروازہ پر پڑے رہنا عین سنت ہے۔ وَاذۡکُرُوا اللّٰہَ کَثِیۡرًا لَّعَلَّکُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ (الجمعۃ:11)

(مکتوب احمد جلد اوّل صفحہ 528)

(مرسلہ: داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)

طلوع وغروب آفتاب

17/ فروری 2023ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		05:33	18:19
مدینہ منورہ	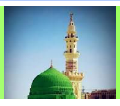	05:36	18:17
قادیان		05:47	18:16
ربوہ		05:27	17:56
اسلام آباد ٹلفورڈ		05:43	17:21